مسلسل اشاعت کے ترپن سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

645 / رمضان ۱۴۴۰ھ مئی ۲۰۱۹

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بیاد
مولانا سمیع الحق شہیدؒ

سرپرست اعلیٰ
مولانا انوار الحق مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 54
شمارہ نمبر 8
رمضان ۱۴۴۰ھ
مئی ۲۰۱۹

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی آخری تمنا تفاسیر
  امام لاہوریؒ کی رمضان کے آخری عشرہ میں تکمیل .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- رمضان: رحمت مغفرت اور برکت کا مہینہ ...... شیخ الحدیث مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ ۵
- علم اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات .... مولانا نور محمد ثاقب ۱۰
- شہید ناموسِ رسالتؐ کا بارگاہِ الوہیت میں داخلے کا منظر ...... مولانا عبدالقیوم حقانی ۱۹
- اسلام اور عیسائیت میں اخلاقیات کی تعلیمات ...... مولانا محمد مصعب انصاری ۲۶
- قصاص و دیت سے متعلق مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا موقف .... ڈاکٹر انعام اللہ ۳۵
- مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت، اہلِ حق کی قربانیوں کا تسلسل ...... مولانا محمد اکرام القادری ۴۸
- اسلام اور مغربی دنیا کے چیلنج .... ڈاکٹر عتیق الرحمن ۵۴
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۰
- تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40روپے۔ سالانہ -/400روپے۔ بیرون ملک 40$امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

645 / رمضان ۱۴۴۰ھ مئی ۲۰۱۹

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

شہید ناموس رسالت حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی آخری تمنا
تفاسیر امام لاہوریؒ کی رمضان کے آخری عشرہ میں تکمیل

حضرت امام لاہوریؒ کی شہرہ آفاق تفسیر کی اشاعت جو حضرت والد شہیدؒ کی زندگی کی بہت بڑی آرزو اور تمنا تھی جس کی تالیف وترتیب میں آپ ہمہ وقت مستغرق رہتے۔ یہ دراصل آپ کے ۱۹۵۸ء کے زمانہ طالب علمی کے درسی وتفسیری نوٹس تھے جو آپ نے تقریباً ساٹھ برس تک محفوظ رکھے ہوئے تھے، عرصہ دراز سے انکی اور راقم سمیت کئی علمی شخصیات کی یہ تمنا تھی کہ تفاسیر امام لاہوریؒ (یعنی افادات لاہوریؒ) کی اشاعت سے دیگر علمی وعوامی حلقے بھی مستفیض اور مستفید ہوسکیں اور اب سے پانچ سال قبل آپ نے اس کی تدوین وترتیب کا کام بڑے اہتمام سے شروع کررکھا تھا، اور یوں اس عظیم کاوش کو باقاعدہ مرتب و مدون کرنے کا دیرینہ داعیہ روبعمل ہوگیا تھا اور آپ نے باوجود سیاسی، سماجی اور دارالعلوم کی مصروفیات، بیماری اور پیرانہ سالی کے دن رات قرآن کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا اور تندہی سے اس پر کام کرتے اور کرواتے رہے، اس دوران آپ کو دل کا عارضہ لاحق ہوا اور آپریشن کا خطرناک مرحلہ بھی آیا لیکن آپ پھر بھی تفسیر کا کام ہسپتال میں بھی جاری رکھے ہوئے تھے، پھر آپریشن کے بعد ہسپتال میں ہوش وحواس میں آتے ہی اور نئی زندگی کا عملی آغاز بھی تفسیر کے مسودات وقلم منگوا کر اس پر کام سے شروع کیا اور فرمایا کہ اِس کی تکمیل کی خاطر اپنے پروردگار سے زندگی کی دعائیں، لمحات اور صحت مانگی ہے اور اس دیرینہ علمی ودینی کام کی تکمیل کی نذر مَیں نے آپریشن سے قبل مانی ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر آپ نے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ سے اِس تفسیر کے متعلق یوں فرمایا کہ ''اب تو صرف تمنا ''تفاسیر امام لاہوریؒ'' کی تکمیل ہی ہے کہ جاتے جاتے قرآن مجید کی خدمت کا حق بھی ادا ہوجائے، شیخ الہندؒ نے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں ایک شعر لکھا ہے اب میرا بھی یہی شعر وظیفہ ہے......

روزِ قیامت ہر کسے با خویش وارد نامہ ۔۔۔ من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

عالم اسلام اور ہندوستان کی نامور علمی شخصیت حضرت مولانا محمد شاہد سہارنپوری مدظلہ نے اس تفسیر کو سراہتے ہوئے بہت عمدہ تبصرہ فرمایا ہے، اس کا مختصر اقتباس بطور تبرک نذر قارئین ہے:

''اس تفسیری مسودے اور گرامی نامہ سے جس طرح قلبی وروحانی مسرت ہوئی وہ بیان سے باہر

ہے، یہ مبارک کام تو بہت پہلے ہوجانا چاہیے تھا لیکن اللہ جل شانہ نے اس کی تکمیل اور اشاعت کے لئے جو وقت مقرر فرمایا تھا الحمدللہ کہ اس وقت متعینہ پر بہت خوش اسلوبی کے ساتھ یہ کام حضرت والا کی نگرانی اور مولانا محمد فہد حقانی کے تعاون سے وجود پذیر ہورہا ہے۔ اللہ جل شانہ وعم نوالہ امت کے تمام طبقات کیلئے اسکو بے حد مفید اور نافع فرمائے، باعث رشد وہدایت فرما کر آپکی نگرانی میں بخیر وخوبی اس کی تکمیل فرمائے۔ یہاں احقر نے مظاہر العلوم کے بعض اساتذہ کو بھی آپ کا یہ تفسیری مسودہ دکھلایا، انہوں نے بھی خوشی اور مسرتوں کے ساتھ نہ صرف اس کا استقبال کیا بلکہ اسکی خوش اسلوبی اور تسہیل وتعجیل کیساتھ اسکی تکمیل کی خواہش اور دعا کی......''

اسی طرح استاد محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے حضرت والد صاحب شہیدؒ کی تفاسیر امام لاہوریؒ پر عالمانہ فاضلانہ تبصرہ فرمایا تھا، یہاں اس کا اقتباس بھی پیش خدمت ہے:

''میرے سامنے اس وقت تفاسیر امام لاہوریؒ کے مرتب کردہ تین جلدوں کے مسودات ہیں جو صاحبِ تفسیر کی طرح مرتب کی وسعتِ علمی، ژرف نگاہی اور تحقیق وعرق ریزی کے ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے وہ نمونے ہیں جنہوں نے انکو اس دور کے مفسرین امت کی پہلی صف میں کھڑا کردیا ہے۔ بلاشبہ آج وہ نہ صرف حقانی فضلاء بلکہ علماء دیوبند کے ایک باکمال فرد، ایک برگزیدہ شخصیت، علم وفضل کا عنوان اور کردار وعمل کی اعلیٰ مثال ہیں اور اس دور میں جب ایک کے بعد ایک چراغ بجھ رہا ہے ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔ ۳ستمبر ۱۹۳۶ء میں گلستانِ حیات ان کے وجود کی خوشبو سے مہکا، اس خوشبو کی علمی، قلمی، ادبی اور تفسیری حکمرانی کا دور جاری ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ پوری صحتمندی کے ساتھ ان کے تفسیری علم وفضل اور قرآنی فکر ونظر کی قندیلیں بھی روشن رہیں اور تفسیر امام لاہوریؒ کا خاص مشن بحسن وخوبی تکمیل پذیر ہو۔'' ('الحق' مارچ ۲۱۰۷)

ہائے افسوس! کہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی یہ دیرینہ تمنا ان کی زندگی میں پوری نہ ہوسکی اور مشیت الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا، دو نومبر ۲۰۱۸ء کو بیرونی سفاک قاتلوں نے انہیں شہید کردیا اور زیست نے مزید وفا نہ کی اور آپ نے تقریباً ستائیس پارے (اور بقیہ پاروں کی تفسیر والد صاحبؒ نے اپنے ہاتھ سے ۱۹۵۸ء میں قلمبند کرلی تھی اور ان پر حواشی کا کام بھی اپنی حیات میں مکمل کرچکے تھے، صرف کمپیوٹر کی کمپوزنگ (کتابت) اور عنوانات کا انتخاب وغیرہ رہ گیا تھا، جو بعد میں الحمدللہ ہماری ٹیم نے مکمل کرلیا ہے) اپنے ہاتھ سے مکمل کرکے کاتبِ تقدیر کے لکھے اور جرسِ اجل کے بلاوے کے باعث ادھورے چھوڑ کر خلدِ بریں پروردگار عالم کے پاس مسودات تفسیر کا ادھورا ذخیرہ جلدی میں اور شوق شہادت کی آرزو میں ہاتھوں میں اٹھائے چلے گئے حالانکہ علمی حلقے اور ہم سب اس کے مشتاق اور چشم براہ تھے...... زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا　　تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

الحمدللہ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہم جیسے کمزور، ناتواں، کم علموں اور کوتاہ

ہمت طالب علموں کو اتنی ہمت اور حوصلہ عطا فرمایا کہ حضرت والد صاحب شہید ناموس رسالت ﷺ وشہید جہاد افغانستان مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تفاسیر امام لاہوریؒ کی تکمیل و ترتیب کی سورہ الناس تک پہنچانے کی خدمت وتوفیق بخشی، گوکہ حضرت والد شہیدؒ کی شہادت کے حادثہ وجدائی نے کمر وحوصلے دونوں کو توڑ دیا تھااور قویٰ و اعضاء مفلوج ہوگئے تھے اور عقل وخرد پر غم کے پردے پڑ گئے تھے لیکن پھر بھی اُنہی دنوں میں موتمر المصنفین والحق کی ٹیم کو اکٹھا کیا اور اُن کو یہ مشورہ دیا کہ حضرت شہیدؒ کی اس آخری خواہش کو ہر حالت میں بغیر رُکے اب پایہ تکمیل تک جلد سے جلد پہنچانا ہے، چاہے حالات جس نہج پر بھی چلے جائیں لیکن تفسیر کی تکمیل و ترتیب ہر حال میں جاری وساری رہنی چاہیے۔ الحمدللہ اس بہادر محنتی فضلاء کی ٹیم نے دن رات ایک کر کے تفسیر کا عظیم کام مکمل کرلیا ہے۔ صرف سورہ الناس کی تفسیر کا کام ۲۷ویں اور ۲۹ویں شب کیلئے چھوڑ دیا کہ رمضان المبارک جو قرآن کا مہینہ ہے اس کی مناسبت قائم رہے اور اختتام و برکت کیلئے ان راتوں کا انتخاب اسلئے کیا کہ ان میں لیلۃ القدر کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور حرمین شریفین میں ختم قرآن بھی انہی راتوں میں ہوتا ہے۔

الحمدللہ اس کی خدمت ،نگرانی اور بقیہ کام کی تکمیل ،نظر ثانی ،کچھ مفید اضافے اور نئے عنوانات کے انتخاب اور خصوصاً اشاعت جیسے مشکل مرحلے کی ذمہ داری مجھ جیسے ناکارہ، کوتاہ ہمت طالب علم کے کمزور کاندھوں پر پڑ گئی ہے، جو ابھی تک حادثہ کی شدت اور والد صاحبؒ کی جدائی کے باعث حزن ویاس کے ہاتھوں ناتواں ہوگیا ہے، بہرحال اپنی بھرپور کوشش رہے گی کہ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی زندگی کی سب سے بڑی اور آخری تمنا اوران کے بہت بڑے علمی کام کو اکھٹا کر کے اور اشاعت کی منزل کو کامیابی سے سر کرلوں تو یہ میرے لئے زندگی کا سب سے بڑا مقصد وسرمایہ ء آخرت ہوگا اور روایتی ''صاحبزادگی و نااہلی کے طعنوں'' سے بھی اپنا دامن بچ جائے گا۔

اس سلسلے میں میری تمام علمی وتحقیقی حلقوں اور خصوصاً مہتمم حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ، نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق ،خطیب عصر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی ،حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ، مولانا مفتی ذاکر حسن نعمانی ،مولانا یوسف شاہ ،مولانا عرفان الحق ، برادرم مولانا محمد اسرار مدنی ،مولانا اسامہ سمیع ،صاحبزادہ خذیمہ سمیع ،جناب غازی بابر ،جناب عبداللہ بابر ، جناب ڈاکٹر عبدالرؤف اور ان کے مشفق والد صاحبان اور دیگر تمام محبین و شاگردان اور جمعیت کے رہنما و کارکنان ناموس رسالت ﷺ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے سرپرستی ومعاونت کی درخواست ہے اور خصوصاً اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اس عظیم تفسیر کو جلد سے جلد منصۂ شہود پر ہمیں لانے کا اخلاص ،صلاحیت ،قبولیت اور توفیق بخشے۔ امین

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

رمضان: رحمت مغفرت اور برکت کا مہینہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:۱۸۳)

اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں،جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے،تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم شهررمضان شهراللّٰه وشهرشعبان شهری شعبان المطهر ورمضان المکفر (کنزالعمال)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے۔شعبان پاک کرنے والا ہے اور رمضان گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

برکات رمضان اور اللہ کی امت محمدیہ پر خاص عنایات

محترم سامعین ! رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے بلکہ تقریباً ختم ہونے کو ہے ۔آج رمضان کا آخری جمعہ ہے ۔آپ نے مختلف موقعوں پر رمضان کی فضیلتیں اور برکات سنیں بھی اور امید ہے کہ حاصل بھی کرلی ہوں گی۔رمضان کا پورا مہینہ سراپا رحمت مغفرت اور عطاہی عطا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر عبادت کا اجر بڑھا چڑھا کر دیتا ہے،نفل کا ثواب فرض کے برابر،فرض کا درجہ ستر گنا زیادہ،ایک سجدہ پر پندرہ سو نیکیاں اور ہر افطار کے وقت دس لاکھ روزہ داروں کی بخشش۔یہ اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصی عنایت ہے کہ رمضان کے مہینے میں ہر روز اُن کی بخشش کرنا چاہتا ہے،مختلف بہانوں اور حیلوں کے ساتھ اس کو جنت کا مستحق بنانا چاہتا ہے ۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں خوش کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ارشادی باری تعالیٰ ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحی:۵) کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہوجائے گا اور نبی کریم کو غم وفکر صرف اپنی امت کے بارے میں تھا ہر جگہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی بخشش ومغفرت اور جنت میں داخل ہونے

کی دعا مانگتے تو گویا اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں وہ دعائیں قبول فرما کر لحظہ لحظہ رحمت ،مغفرت وبخشش اور عتق من النار کا سبب بنادیا۔

جمعۃ الوداع

بہرحال آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اس کو جمعہ الوداع بھی کہا جاتا ہے اور چند دن کے بعد یہ مبارک اور عظیم مہینہ ہم سے رخصت ہوجائے گا۔اور پھرز ہے نصیب کہ یہ سعادتیں ہم کو مل جائیں گے یا نہیں؟ آج کا جمعہ اس نسبت سے بڑا اہم ہے کہ اگلے رمضان تک ایسا جمعہ پھر نہیں آئیگا ، بعض حضرات اس جمعہ کو خاص عبادات کے ساتھ مختص کر کے مختلف طریقے سے عبادت کرنے کو لازم سمجھتے ہیں ،حالانکہ اس بارے میں کوئی بھی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ،اور نہ ہی اکابرین کا کوئی معمول اس بارے میں موجود ہے۔البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ جمعہ پھر اگلے رمضان میں حاصل ہوگا۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں ۔اور ساتھ ساتھ رب العالمین کا شکر ادا کریں کہ اس رحیم وکریم ذات نے اپنے مبارک مہینے میں عبادت کرنے کی توفیق بخشی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت بندے ایسے بھی ہونگے جنہیں یہ پتہ بھی نہیں ہوگا کہ یہ روزے کا مہینہ ہے ۔رمضان المبارک کی سعادت مند اوقات ہیں، تراویح اور ختم القرآن کی بہاریں ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ورضا اور نیکیوں کے کمانے کا بازار سج چکا ہے، بلکہ وہ اپنے سابقہ نظام الاوقات کے مطابق دن رات گزار رہا ہوتا ہے۔

اعمال کی قدر

محترم سامعین! اپنے روزے،نماز ،تلاوت ،نفل ،ذکرواذکار ،صدقہ وخیرات کرنے پر رب کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے اور اس پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ،بعض اوقات ہمارے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ روزہ تو رکھ لیا۔سارادن بھوکا ، پیاسا رہا۔لیکن یہ روزہ پتہ نہیں ہوا ہوگا یا نہیں؟ نماز پڑھ لی ،تہجد پڑھ لی صدقہ وخیرات کرلیا،قبول ہوا ہوگا یا نہیں؟ تو محترم حضرات! یہ ناقدری اور وسواس ہیں ،جب اللہ تعالیٰ نے اتنی توفیق دی کہ عبادت کرلی تو یہ توفیق بھی نعمت خداوندی ہے ۔اس نعمت پر شکر ادا کرنا چاہئے ،البتہ عبادت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں خوب استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں یا اللہ! عبادت کی توفیق تو عطافرمادی ہے اب جو کمی وبیشی عبادت میں ہوئی اسکی معافی بھی فرما،تو ان شاء اللہ عبادت کی قبولیت کا باعث ہوگی۔

اعتکاف فضائل واہمیت

چونکہ رمضان کے آخری ایام ہیں اور کچھ روزہ دار تو ان ایام میں گھروں کو چھوڑ کر مسجدوں میں مستقل طور پر آباد ہو چکے ہیں اور آخری عشرہ کی عظیم عبادت اعتکاف کے مزے لوٹ رہے ہیں، بظاہر وہ عبادت اور ذکر وتلاوت وغیرہ کے راستہ سے اپنی نیکیوں میں خوب اضافہ کرتا رہا ہے لیکن بعض بہت بڑی نیکیوں سے وہ محروم بھی ہو جاتے ہیں۔مثلاً وہ بیماروں کی عیادت اور خدمت نہیں کر سکتے جو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، کسی لاچار، مسکین، یتیم اور بیوہ کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے، کسی میت کو غسل نہیں دے سکتے جو ثواب کے لیے اور اخلاص کے ساتھ ہو تو بہت بڑے اجر کا کام ہے، اسی طرح نماز جنازہ کی شرکت کے لیے نہیں نکل سکتے، میت کے ساتھ قبرستان نہیں جا سکتے جس کے ایک ایک قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں لیکن احادیث مبارکہ میں اعتکاف والے کو بشارت سنائی گئی ہے کہ اس کے حساب اور اس کی نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جن کے کرنے سے وہ اعتکاف کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے اور وہ ان کا عادی تھا، جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی المعتکف هو یعکف الذنوب ویجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلها

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنیوالے کیلئے۔(مشکوۃ عن ابن ماجہ)

دو مخصوص فائدے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات روزے کی حالت کو تاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہوں میں مبتلا جاتا ہے اور ایسے مبارک وقت میں گناہ کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔اعتکاف کی وجہ سے ان سے حفاظت رہتی ہے دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ جو پہلے ذکر کئے ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا۔اس لیے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے، درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

لیلة الجائزہ

محترم حضرات! نیکیوں کے سیزن کا موسم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت وبخشش کی موسلادار بارش مسلسل جاری ہے اور یہ سلسلہ رمضان کی آخری رات تک جاری رہے گا اور جب عبادت کی تکمیل ہوگی تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے خوشی کے موقع پر عید کا دن عطا فرما کر مسلمانوں کو مسرت بھرا موقع دیا۔جیسا کہ ابوداؤد شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن انس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ ولھم یومان یلعبون فیھما فقال ماھذان الیومان ؟قالواکنا نلعب فیھا فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ابدلکم اللہ بھما خیرًا منھما یوم الاضحی ویوم الفطر

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ دوتہوار منایا کرتے تھے اوران میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جوتم مناتے ہو،ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ:ہم زمانہ جاہلیت میں اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔اللہ تعالیٰ نے تمھارے ان دوتہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دودن تمہارے لیے مقرر کردیے ہیں یوم عیدالاضحیٰ اور یوم الفطر۔

عیدالفطر کی فضیلت

محترم سامعین! عید کا دن دوسری اقوام کی طرح عیاشی اور بے راہ روی کا دن نہیں جیسا کہ یورپ وغیرہ میں کرسمس ڈے کی طرح عیدیں منائی جاتی ہیں جن میں شراب نوشی اور ہزاروں بیٹیوں کی عزتیں تارتار ہوجاتی ہیں اور بازاروں کے بازار لٹ جاتے ہیں ، بلکہ عید کی رات کو احادیث مبارکہ میں لیلۃ الجائزہ کہا گیا ہے جیسا کہ ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ:

فاذا کانت لیلۃ الفطر سمیت تلك اللیلۃ لیلۃ الجائزۃ فاذا کانت غداۃ الفطر یبعث اللہ عزوجل الملئکۃ فی کل بلاد فیھبطون الی الارض فیقومون علی افواہ السکك فینادون بصوت یسمع من خلق اللہ عزوجل الاالجن والانس فیقولون یاامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخرجواالی رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم فاذا برزوا فی مصلاھم یقول اللہ عزوجل للملائکۃ یا ملائکتی ما جزاء الأجیر إذا عمل عملہ؟ فتقول الملٰئکۃ الھنا وسیدنا جزاء ہ ان توفیہ اجرہ، قال فیقول اللہ عزوجل فانی اشھدکم

یاملائکتی أنی قد جعلت ثوابهم من صیامهم شهر رمضان وقیامهم رضائی ومغفرتی ویقول الله سلونی فوعزتی وجلالی لاتسئلونی الیوم فی جمعکم هذا لاخرتکم الااعطیتکموه ولالدنیا الانظرت لکم وعزتی لاسترن علیکم عثراتکم مار اقبتمونی وعزتی وجلالی لااخزیکم ولاافضحکم بین اصحاب الحدود انصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم فتفرح الملئکة وتستبشر بما یعطی الله عزوجل هذه الامة اذا افطروا من شهر رمضان

جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں ۔وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اس کریم رب کی (بارگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کروگے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے جو سوال کروگے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا ۔میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھوگے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔تم نے مجھے راضی کردیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔پس فرشتے اس اجروثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے ہر سال دو دن خوشی منانے لیے مقرر فرمائے ،جن میں ایک طرف انسانی نفسیات وخواہشات کے تمام تقاضوں کی رعایت فرمائی تو دوسری طرف اسکو منانے کا انداز عبادت کی شکل میں رکھا کہ مؤمن کی خواہشات بھی عبادت شمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی فضائل وبرکات سے مالا مال فرما کر بخشش ومغفرت عطا فرمائیں۔آمین

(قسط ۲۱) مولانا نور محمد ثاقب*

اُصولِ حدیث

(علم اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَصَّ ھٰذہ الأمّۃَ بِالإسناد ، وَ جَعَلَہ لِرُواۃ السُّنّۃِ النَّبَوِیّۃِ أقوی العِمَاد ، وَ الصّلٰوۃُ وَ السّلامُ عَلٰی سیّدنا محمّدِن المبعوثِ بِالھدایۃِ وَ الرَّشاد ، وَ عَلٰی آلِہٖ وَ أصحابِہٖ وَ مَنْ تَبِعَھم بِاِحسان الٰی یوم التَّناد۔

اَمّا بعد! بندہ نے پچھلی قسطوں میں علم اُصولِ حدیث ، علوم الحدیث ، علم مصطلح الحدیث اور علم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی نو سو پچاس (۹۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا ، اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :

۹۵۱۔ " معرفۃ الرّجال " تألیف امام الجرح و التّعدیل الحافظ الکبیر أبی زکریّا یحیی بن مَعین بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبد الرّحمٰن الغَطفانی ، المُرّی ، البغدادی ، الحنفی ، أصلہٗ من سَرَخُس ، المولود بِقریۃ نقیا قرب الأنبار فی آخر سنۃ ۱۵۸ھ ، المتوفّٰی حاجًّا بِالمدینۃ المنوّرۃ فی الثّانی و العشرین من ذی الحجّۃ ، و قیل قبل أن یحجّ و ھو یرید مکّۃ فی ذی القعدۃ سنۃ ۲۳۲ھ

امام یحیی بن معین کی حنفیت پر تصریح ، بلکہ یہ جملہ کہ " کان حنفیًّا جلدًا غالیًا " **دیگر کتابوں کے علاوہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی دو کتابوں** " سیر أعلام النّبلاء " **ج ۱۱ ص ۸۸ رقم: ۱۲۸ ، اور** " معرفۃ الرّواۃ المتکلّم فیھم بِما لا یوجب الرّدّ " **ص ۴۹ میں بھی موجود ہے اور اسی طرح علامہ ابن تغری بردی رحمہ اللہ نے** " النّجوم الزّاھرۃ " **ج ۲ ص ۲۷۲ میں اُن کے حنفی المذھب ہونے پر تصریح فرمائی ہے۔**

۹۵۲۔ " أسماء شیوخ النّسفی " لِلشّیخ الامام المحدّث الفقیہ نجم الدّین أبی حفص عمر بن محمّد بن أحمد بن اسماعیل بن محمّد بن علیّ بن لقمان النّسفیّ الحنفی ، المعروف بِمفتی الثّقلین ، المولود بِنَسَف سنۃ ٤٦١ھ ، المتوفّٰی بِسمرقند لیلۃ الخمیس الثّانی عشر من جمادی الأولٰی سنۃ ٥٣٧ ھ

۹۵۳۔ " معجم شیوخ عبد الخالق بن أسد " لِلشّیخ الامام المحدّث المفتی أبی محمّد تاج

---

* سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان ، وسابق رئیس دار الافتاء المرکزیہ افغانستان

الدّين عبد الخالق بن أسد بن ثابت الدّمشقيّ الحنفى ، الطّرابلسيّ الأصل ، المتوفّٰى بِدمشق سنة ٥٨٣هـ ، و قيل سنة ٥٦٤هـ

(علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب " خزانة الظّاهر بيبرس " میں موجود ہے۔)

٩٥٤۔ " شمس المعارف و أُنس العارف " (أرجوزةٌ فى الحديث) تأليف الشّيخ المحدّث الأديب أبى الغنائم سعيد بن سليمان الكنديّ الكوفيّ الحنفى ، المتوفّٰى سنة ٦١٦هـ ، حَدَّث بها بِالقاهرة.

٩٥٥۔ " مَشْيَخَةُ الملِك المُعظّم " لِلامام العلّامة السّلطان الملِك المُعظّم أبى المظفّر عيسى بن السّلطان الملِك العادل سيف الدّين أبى بكر بن أيّوب الأيّوبىّ الحنفى ، صاحب الشّام ، المولود بِالقاهرة سنة ٥٧٦هـ ، المتوفّٰى فى سلخ ذى القعدة يوم الجمعة سنة ٦٢٤هـ

٩٥٦۔ " ثَبَتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " لِلشّيخ المحدّث المفيد الحافظ رئيس المؤذِّنين و فاضل الموقِّتين أمين الدّين أبى عبد الله محمّد بن ابراهيم بن محمّد بن أحمد بن محمّد الوانى ثمّ الدّمشقيّ الحنفى ، المولود سنة ٦٨٤هـ ، المتوفّٰى سنة ٧٣٥هـ

(یہ کتاب " الظّاهريّة " دمشق میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

٩٥٧۔ " الرّباعيات من صحيح مسلم " تأليف الشّيخ المحدّث المفيد الحافظ رئيس المؤذِّنين و فاضل الموقِّتين أمين الدّين أبى عبد الله محمّد بن ابراهيم بن محمّد بن أحمد بن محمّد الوانى ثمّ الدّمشقيّ الحنفى ، المولود سنة ٦٨٤هـ ، المتوفّٰى سنة ٧٣٥هـ

٩٥٨۔ " جَمْعُ أوهام الأطراف " تأليف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّين أبى عبد الله مُغُلْطاى بن قِلِيج بن عبد الله البَكْجَرِىّ المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٦٨٩هـ ، المتوفّٰى فى الرّابع عشر من شعبان سنة ٧٦٢هـ

٩٥٩۔ " التّجريد الصّريح لِأحاديث الجامع الصّحيح " تأليف الشّيخ الامام الحافظ محدّث الدّيار اليمنيّة و مُسْنِدها أبى العبّاس أحمد بن أحمد بن عبد اللّطيف اليمنىّ الشّرجىّ الزَّبِيدىّ الحنفى ، المولود سنة ٨١٢هـ ، المتوفّٰى بزَبِيد سنة ٨٩٣هـ (مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں صحیح البخاری کی احادیث کی تجرید فرمائی ہے۔تکرار کو ختم اور احادیث کی اسانید کو حذف کیا ہے، اور صرف اُن احادیث کو ذکر کیا ہے جو مسند اور متصل ہوں، اور حتی الامکان فقط الفاظِ نبویہ لانے کا پورا التزام اور اہتمام کیا ہے۔)

٩٦٠۔ " الأربعون من أربعين حديثًا مفردةً بِالتّصانيف أوّلها هٰذه الأربعينات و ثانيها ثانيهنّ و هٰكذا عن أربعين صحابيًّا فى أربعين بابًا من أبواب العلم " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصره شمس الدّين أبى عبد الله محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود

بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ ، المتوفّٰى بها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣هـ

٩٦١ـ " الأربعون الملتقطة من أربعين مَشْيَخَةً " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرہٖ شمس الدّين أبى عبد اللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ ، المتوفّٰى بها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣هـ

٩٦٢ـ " بُلغة القانع فى طُرُق الصّحيح الجامع " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرہٖ شمس الدّين أبى عبد اللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ ، المتوفّٰى بها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣هـ (المؤلّف يستوفى الكلامَ فى هٰذا الكتاب علٰى أسانيد الرّواية اليه أى الى الصّحيح الجامع لِلامام البخارى)

٩٦٣ـ " حَثُّ الطّالب الحثيث على الاشتغال بِعلم الحديث " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرہٖ شمس الدّين أبى عبد اللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠هـ ، المتوفّٰى بها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣هـ

٩٦٤ـ " العقد المنظوم فى ذكر أفاضل الرّوم " تأليف الشّيخ العلّامة أبى الخير عصام الدّين أحمد بن مصطفى بن الخليل الرّومىّ الحنفى ، المعروف بِطاش كُبرٰى زاده ، المولود فى الرّابع عشر من ربيع الأوّل سنة ٩٠١هـ ، المتوفّٰى فى سلخ رجب سنة ٩٦٨هـ

(*یہ کتاب* " دار الكتاب العربى " *بیروت ، لبنان سے ۱۳۹۵ ہجری میں مولف رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ،* " الشّقائق النّعمانيّة فى علماء الدّولة العثمانيّة " *جو کہ ہمارے اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۶۱۲ پر گزر چکی ہے ، کے ساتھ یکجا طبع ہوئی ہے ۔*)

٩٦٥ـ " تذييل و تكميل لِشرح البيقونيّة " تأليف الشّيخ العلّامة شهاب الدّين أحمد بن السّيّد محمّد مكّى الحُسَينىّ الحَمَوىّ المصرىّ الحنفى ، صاحب " غمز عيون البصائر على الأشباه و النّظائر " ، المتوفّٰى سنة ١٠٩٨هـ

(*مولف رحمہ اللہ کی* " البيقونيّة " *پر شرح ، جو کہ* " تلقيح الفكر شرح منظومة الأثر " *کے نام سے مسمّٰی ہے ، ہمارے اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں شمارہ نمبر ۱۲۵ پر گزر چکی ہے ۔*)

٩٦٦ـ " رسالةٌ فى تحقيق مراتب الحفظ و الحُفّاظ " (فى فنّ الحديث) تأليف الشّيخ الامام

المحدّث الفقيه من أعلم أهل الشّام بِالحديث فى عصره صفىّ الدّين أبى الفضل محمّد بن أحمد بن محمّد بن خير اللّٰه الحُسَينىّ البخارىّ الأصل الأثرىّ الحنفى ، المولود سنة ١١٥٤هـ، المتوفّٰى بِالطّاعون فى نابلس بِفلسطين سحر ليلة الأحد ، السّابع و العشرين من رمضان المبارك سنة ١٢٠٠هـ

٩٦٧۔ " مُعْجَمُ الشّيوخ " لِلشّيخ الامام المحدّث الفقيه من أعلم أهل الشّام بِالحديث فى عصره صفىّ الدّين أبى الفضل محمّد بن أحمد بن محمّد بن خير اللّٰه الحُسَينىّ البخارىّ الأصل الأثرىّ الحنفى ، المولود سنة ١١٥٤هـ ، المتوفّٰى بِالطّاعون فى نابلس بِفلسطين سحر ليلة الأحد ، السّابع و العشرين من رمضان المبارك سنة ١٢٠٠هـ

(یہ کتاب" دار البشائر "دمشق، شام سے ۱۴۲۰ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٩٦٨۔ " النّفحة القدّوسيّة " (أسانيد شيخ المؤلّف: القطب العيدروس) تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥هـ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥هـ

٩٦٩۔ " السّحر البابلى فى ترجمة شيوخ البابلى " تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥هـ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥هـ

٩٧٠۔ " الأمالى الحنفيّة " (فى الصّناعة الإِسناديّة ، فى مُجَلّدٍ) تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥هـ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥هـ

٩٧١۔ " الأمالى الشّيخونيّة " (فى الصّناعة الإِسناديّة ، فى مُجَلّدين) تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥هـ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥هـ

٩٧٢۔ " وَصْلُ أسانيد جملةٍ من علماء الأزهر و تراجمهم " تأليف الامام الحافظ المحدّث

الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥ھ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥ھ

(یہ کتاب " جامعة الامام محمّد " ریاض ،سعودی عرب میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

٩٧٣۔ " رسالةٌ فى تحقيق لفظ الإِجازة " تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥ھ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥ھ

٩٧٤۔ " الرّوض المؤتَنَف فى تخريج حديث: يحمل هٰذا العلم من كلّ خلف " تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرّخ اللّغوى أبى الفيض السّيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبد الرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبِيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام فى العشر الأول من شهر اللّٰه المحرّم سنة ١١٤٥ھ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥ھ

٩٧٥۔ " ثَبَتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " (ثَبَتٌ تضمن أسانيد المؤلّف فى الكتب السّتّة و غيرها) لِلشّيخ المحدّث الفقيه علاء الدّين علىّ بن صلاح الدّين يوسف بن رمضان الموصلىّ الحنفى ، المتوفّٰى سنة ١٢٤٣ھ

٩٧٦۔ " المُسَلْسَلات " (الأحاديث المُسَلْسَلة) تأليف الشّيخ المحدّث الحافظ المتقن ، الفقيه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علىّ بن محمّد مراد بن يعقوب الأنصارىّ السِّندى ثمّ المدنى ، الحنفى ، المولود بِبلدة سِيُوَن علٰى شاطئ النّهر ، شمالىّ حيدر آباد ، سنة ١١٩٠ھ تقريبًا ، المتوفّٰى بِالمدينة المنوّرة يوم الاثنين الثّانى عشر من ربيع الأوّل سنة ١٢٥٧ھ ، المدفون بِالبقيع قُبالة باب قبر سيّدنا عثمان بن عفّان رضى اللّٰه عنه

٩٧٧۔ " عماد الإِسناد فى إِجازات الأُستاذ " ثَبَتٌ نفيسٌ لِلشّيخ العلّامة فقيه الشّام أبى عثمان سعيد بن حسن بن أحمد الحَلَبِىّ الدّمشقىّ الحنفى ، المولود بِحَلَب سنة ١١٨٨ھ ، المتوفّٰى بِدمشق فى رمضان سنة ١٢٥٩ھ

(اِس کتاب کی جمع وترتیب خلیل بن عبدالرحمٰن العمادی الدمشقی نے کی ہے،اور یہ کتاب " خزانة الكتّانى " المغرب میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

٩٧٨۔ " الفوائد البهيّة فى تراجم الحنفيّة ، مع التّعليقات السّنيّة على الفوائد البهيّة " تأليف

الشّيخ العلّامة أبى الحسنات مولانا محمّد عبد الحىّ ابن مولانا محمّد عبد الحليم بن أمين الله الأنصارىّ اللّكنوىّ الحنفى ، المولود بِبلدة
" بانده " فى العشرة الأخيرة من ذى القعدة سنة ١٢٦٤هـ ، المتوفّٰى لِليلةٍ بقيت من ربيع الأوّل سنة ١٣٠٤هـ (یہ کتاب ''قدیمی کتب خانہ'' کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۷۹۔ " النّصيب الأوفر فى تراجم علماء المائة الثّالثة عشر " تأليف الشّيخ العلّامة أبى الحسنات مولانا محمّد عبد الحىّ ابن مولانا محمّد عبد الحليم بن أمين الله الأنصارىّ اللّكنوىّ الحنفى ، المولود بِبلدة " بانده " فى العشرة الأخيرة من ذى القعدة سنة ١٢٦٤هـ ، المتوفّٰى لِليلةٍ بقيت من ربيع الأوّل سنة ١٣٠٤هـ

۹۸۰۔ " خير العمل بِذكر تراجم علماء فرنگى محل " تأليف الشّيخ العلّامة أبى الحسنات مولانا محمّد عبد الحىّ ابن مولانا محمّد عبد الحليم بن أمين الله الأنصارىّ اللّكنوىّ الحنفى ، المولود بِبلدة " بانده " فى العشرة الأخيرة من ذى القعدة سنة ١٢٦٤هـ ، المتوفّٰى لِليلةٍ بقيت من ربيع الأوّل سنة ١٣٠٤هـ

۹۸۱۔ " الأسانيد " لِلشّيخ العلّامة المحدّث المؤرّخ مولانا عبد الحىّ بن فخر الدّين اللّكنوىّ الحنفى ، المولود سنة ١٢٨٦هـ ، المتوفّٰى سنة ١٣٤١هـ

۹۸۲۔ " الأسانيد العليّة المتّصلة بِالأوائل السّنبليّة " لِلشّيخ العلّامة المحدّث المُسنِد الرّحّالة الرّاوية أبى الخير أحمد بن عثمان بن علىّ العطّار المكّى ثمّ الهندى ، الحنفى ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين ، الثّانى من ذى القعدة سنة ١٢٧٧هـ ، المتوفّٰى بِكانفور الهند فى الحادى عشر من ربيع الآخر سنة ١٣٤٥هـ

(یہ کتاب مصر سے ۱۳۴۷ ہجری میں " الأوائل السنبليّة " کے ساتھ یکجا طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۸۳۔ " مُعْجَمٌ فى الآخذين عن أبى الخير أحمد العطّار " لِلشّيخ العلّامة المحدّث المُسنِد الرّحّالة الرّاوية أبى الخير أحمد بن عثمان بن علىّ العطّار المكّى ثمّ الهندى ، الحنفى ، المولود بِمكّة المكرّمة يوم الاثنين ، الثّانى من ذى القعدة سنة ١٢٧٧هـ ، المتوفّٰى بِكانفور الهند فى الحادى عشر من ربيع الآخر سنة ١٣٤٥هـ

۹۸۴۔ " المِسْكُ الأذفر من أسانيد الشّيخ محمّد أنور " لِإمام العصر ، نادرة الدّهر ، الشّيخ العلّامة ، المحدّث الجليل ، و الفقيه النّبيل ، السّيّد مولانا محمّد أنور شاه ابن مولانا معظّم شاه الحُسَينىّ الكشميرىّ الحنفى ، المولود فى

" ودوهوان " - قريةٌ من أعمال كشمير - يوم السّبت، السّابع و العشرين من شوّال سنة ١٢٩٢ه ، المتوفّٰى بِديوبند فى الثّانى من صفر سنة ١٣٥٢ه

(حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ اسانید دہلی ، ہندوستان سے ۱۳۴۹ ہجری میں " كشف الأستار عن رجال معانى الآثار " کے ساتھ طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٩٨٥- " مُعُجَمُ المُصَنِّفين " (فى سِتِّين مجلّدًا ، و جاء فى عشرين ألفًا مِّن الصّفحات ، فى تراجم المُصَنِّفين من علماء الإِسلام فى الشّرق و الغرب) تأليف الشّيخ العالم الكبير المؤرِّخ الخبير مولانا محمود حسن خان بن أحمد حسن بن غلام حُسَين ، الأفغانىّ النّجيب آبادى ثمّ الطّوكى ، الحنفى ، المتوفّٰى فى السّابع عشر من شوّال سنة ١٣٦٦ه

(مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں مشرق ومغرب کے علماء مصنفین کا بالاستیعاب ذکر کرتے ہوئے اُن کا پورا احاطہ کیا ہے ۔ یہ کتاب ساٹھ (۶۰) جلدوں میں تیار ہوکر بیس ہزار صفحات بن گئی ہیں، اور یہ کتاب چالیس ہزار مصنفین کے حالات پر مشتمل ہے۔ اُن میں سے صرف وہ مصنفین جو ''احمد'' کے نام سے موسوم ہیں ، اُنکی تعداد دو ہزار (۲۰۰۰) تک پہنچتی ہے، اور اِن ساٹھ جلدوں میں سے صرف چار جلدیں حکومت آصفیہ حیدر آباد، ہندوستان کے خرچ پر بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٩٨٦- " سلسلة الزّبرجد فى أسانيد الشّيخ حُسَين أحمد " لِشيخ الإِسلام ، العلّامة ، المحدّث الجليل ، والفقيه النّبيل ، رئيس جمعيّة علماء الهند مولانا السّيّد حُسَين أحمد ابن السّيّد حبيب الله ، المدنىّ الحنفى ، المولود بِقرية " بانگر مئو " من أعمال " أناؤ " بِالهند ، فى السّابع عشر من شوّال سنة ١٢٩٦ه ، المتوفّٰى بِديوبند يوم الخميس الثّالث عشر من جمادى الأولٰى سنة ١٣٧٧ه

(حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یہ اسانید دہلی ، ہندوستان سے ۱۳۴۹ ہجری میں " كشف الأستار عن رجال معانى الآثار " کے ساتھ طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

٩٨٧- " تعليقات البَرَكتى علٰى مقدّمة الدّهلوى " (فى أصول الحديث) تأليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصولىّ السّيّد مولانا مفتى محمّد عَمِيم الإِحسان المجدِّدىّ البَرَكتىّ البِهارى ثمّ الدّاكوىّ البنجغلاديشىّ الحنفى ، المولود ليلة الاثنين ، الثّانى و العشرين من محرّم سنة ١٣٢٩ه ، المتوفّٰى يوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ١٣٩٥ه

٩٨٨- " عمدة المجانى بِتخريج أحاديث مكتوبات مجدِّد الألف الثّانى " تأليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصولىّ السّيّد مولانا مفتى محمّد عَمِيم الإِحسان المجدِّدىّ البَرَكتىّ

البِهاری ثمّ الدّاکویّ البنجغلادیشیّ الحنفی ، المولود لیلة الاثنین ، الثّانی و العشرین من محرّم سنة ۱۳۲۹هـ ، المتوفّٰی یوم السّبت ، العاشر من شوّال سنة ۱۳۹۵هـ

۹۸۹۔ " تحقیق " المصنَّف لأبی بکر بن أبی شیبة " تألیف الشّیخ المحدّث المحقِّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹هـ ، المتوفّٰی فی الحادی عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲هـ (یہ کتاب " المکتبة الإمدادیّة " مکہ مکرمہ سے ۱۴۰۳ ہجری میں ، اور پھر پاکستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔)

۹۹۰۔ " تحقیق " المطالب العالیة بزوائد المسانید الثّمانیة ، لِابن حجر العسقلانی " تألیف الشّیخ المحدّث المحقِّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹هـ ، المتوفّٰی فی الحادی عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲هـ

۹۹۱۔ " التّعقیبات علٰی أحمد شاکر المصری فی تحقیقهٖ لِمُسْنَد الإمام أحمد بن حنبل " تألیف الشّیخ المحدّث المحقِّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹هـ ، المتوفّٰی فی الحادی عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲هـ

۹۹۲۔ " الألبانی: شذوذهٗ و أخطاؤهٗ " تألیف الشّیخ المحدّث المحقِّق النّاقد الکبیر أبی المآثر مولانا حبیب الرّحمٰن الأعظمی ، الحنفی ، المولود سنة ۱۳۱۹هـ ، المتوفّٰی فی الحادی عشر من رمضان المبارك سنة ۱۴۱۲هـ

۹۹۳۔ " عظمتِ حدیث " تألیف الشّیخ المحدّث فقیه العصر مولانا مفتی جَمیل أحمد التّهانوی ابن الشّیخ مولانا حافظ سعید أحمد التّهانوی ، الحنفی ، المولود فی العاشر من شوّال سنة ۱۳۲۲هـ ، المتوفّٰی یوم الأحد الحادی و العشرین من رجب سنة ۱۴۱۵هـ

(یہ کتاب منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات کا مجموعہ ہے۔)

۹۹۴۔ " کلمات فی کشف أباطیل و افتراء ات " (و هی ردٌّ علٰی أباطیل ناصر الألبانی و صاحبهٖ سابقًا زهیر الشّاویش و مؤازریهما) تألیف العلّامة المحدّث الفقیه الأصولیّ الأدیب المُسْنِد الشّیخ عبد الفتّاح أبی غُدّة الحَلَبیّ الحنفی ابن محمّد بن بشیر بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشر من رجب سنة ۱۳۳۶هـ ، المتوفّٰی بریاض قُبیل فجر یوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ۱۴۱۷هـ ، دفین المدینة المنوّرة.

(یہ کتاب پہلی بار ریاض ، سعودی عرب سے ۱۳۹۴ ہجری میں ، پھر دوسری بار بیروت ، لبنان سے ۱۴۱۱

ہجری میں" جواب الحافظ المنذری عن أسئلةٍ فی الجرح و التّعدیل "اور " أُمراء المؤمنین فی الحدیث "کے ساتھ یکجا طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۹۵۔ " جواهر البخاری علٰی أطراف البخاری " (بِالأُردیّة) تألیف الشّیخ المحدّث المفسّر القاضی مولانا محمّد زاهد الحُسَینیّ الحنفی ابن الشّیخ القاضی مولانا غلام جیلانی ، المولود بِشمس آباد من أعمال کیمبلپور - باکستان الحالی ، یوم السّبت السّادس من ربیع الأوّل سنة ۱۳۳۱ھ ، المتوفّٰی فی السّادس من محرّم الحرام سنة ۱٤۱۸ھ

۹۹٦۔ " دفع الافتراء و البهتان عن الإمام أبی حنیفة النّعمان " تألیف الشّیخ المحدّث المُسنِد عبد السُّبحان بن نور الدّین عبد المجید بن واعظ البُرماوی ثمّ المکّیّ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱٤۲۱ھ

۹۹۷۔ " قطرات العطر شرحُ شرحِ نُخبة الفکر " (بِالأُردیة) تألیف الشّیخ الفاضل البارع مولانا محمّد محمود عالم صفدر أُوکاڑوی الحنفی ، طُبِعَ هذا الکتاب المرّةَ الأولٰی فی " المکتبة الإمدادیّة " بِملتان - باکستان سنة ۱٤۲۱ھ

۹۹۸۔ " التّعلیقات علٰی " الفضل المبین فی المُسَلْسَل من حدیث النبیّ الأمین " تألیف الشّیخ المحدّث الجلیل مولانا محمّد عاشق اِلٰهی البرنیّ المظاهریّ الحنفی ، المهاجر المدنی ، المتوفّٰی سنة ۱٤۲۲ھ

۹۹۹۔ " التّعلیقات علٰی " تبییض الصّحیفة فی مناقب الامام أبی حنیفة ، لِلامام السّیوطی " تألیف الشّیخ المحدّث الجلیل مولانا محمّد عاشق اِلٰهی البرنیّ المظاهریّ الحنفی ، المهاجر المدنی ، المتوفّٰی سنة ۱٤۲۲ھ (یہ کتاب" شرکة دار الأرقم " بیروت، لبنان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۱۰۰۰۔ " موضوع احادیث سے بچئے " تألیف الشّیخ المحدّث الفقیه مولانا مفتی سعید أحمد القاسمیّ المجادریّ الحنفی ، فَرَغَ من تألیف هذا الکتاب فی الثّانی و العشرین من محرّم الحرام سنة ۱٤۳٤ھ (یہ کتاب " ادارة الصّدّیق " ڈابھیل، ہندوستان سے پہلی بار ۱۴۳۴ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

اللہ کریم ورحیم کے عظیم احسان وانعام، اُس کے خصوصی لطف وعنایت اور توفیق ونصرت سے راقم الحروف نور محمد ثاقب کے شروع کردہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری ایک ہزار (۱۰۰۰) تالیفات وتصنیفاتِ جلیلہ ومعتبرہ کا تذکرہ مکمل ہوچکا، اور اِس مبارک سلسلہ کا ایک" اَلْفِیَہ" بن گیا ہے، جو کہ بلا شبہ ایک بہت نایاب اور بیش بہا علمی ذخیرہ ہے۔ الحمد لِلّٰه علٰی ذٰلك حمدًا کثیرًا طیّبًا مُّبارکًا فیه. وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَ سَلَّمَ عَلٰی خَیر خلقه محمّدٍ وَّعَلٰی آله وَ أصحابه أجمعین.

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی*

شہید ناموسِ رسالتؐ کا
بارگاہِ الوہیت میں داخلے کا منظر

بلائے جان ہے غالبؔ اس کی ہر بات
عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا

جو شخص ترویج شریعت، تحفظ ناموسِ رسالت اور اعلائے کلمۃ الحق کے مشن کی خاطر، اپنی جان، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر نچھاور کر دے، ''شہید'' کہلاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر غلبۂ حق' فروغِ دین اور پیغامِ نبوت کے فروغ و اشاعت کی جدوجہد کرتا ہوا اَعدائے دین کے ہاتھوں قتل ہو جائے شرعاً ''شہید'' کہلاتا ہے۔

جرأت و بے باکی اور اتمامِ حجت

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ترویج اور نفاذِ شریعت کے علمبردار تھے۔ تحفظ ناموسِ رسالت کے حوالے سے ان کا آخری بیان احقاقِ حق اور اِتمامِ حجت کا مستحکم پیغام تھا، ان کی جرأت و بہادری لگی لپٹی رکھے بغیر ببانگ دہل کھرے اور واضح الفاظ میں گستاخانِ رسول کے شرعی حکم اور انجام پر اِنتباہ نے انہیں ''شہید ناموسِ رسالت'' بنا دیا ہے۔

لفظِ ''شہید'' کے ماٰخذ و معانی

لفظِ شہید کے ماٰخذ اور معانی کی چار صورتیں بنتی ہیں: (۱) لفظ ''شہید'' شہود سے ماخوذ ہے۔ (۲) یا مشاہدہ۔ (۳) یا شہادت (بمعنی گواہی) سے ماخوذ ہے۔ (۴) لفظ شہید بذاتِ خود ''فعیل'' کے وزن پر مصدر ہے فاعل کے معنیٰ میں یا مفعول کے معنیٰ میں۔

---

* مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

فرشتوں کی حاضری اور شہید کا اِستقبال، احترام اور اِکرام

جو شخص اللہ ہی کے راستے میں قتل کر دیا گیا ہو اسے قتیل فی سبیل اللہ کہتے ہیں، اسے متعدد وجوہات کی بنا پر شرعاً شہید قرار دیا گیا ہے۔

۱)...... شہید کی روح کے نکلتے وقت نزع کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے فوراً شہید کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں تا کہ شہید کا اِستقبال و اکرام ہو۔ اس کے جسد پاک کو روحانی اور معنوی غسل دے کر اس کی روح کو اعلیٰ علّیین میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نزع روح کے وقت ملائکہ اعلیٰ علیین فوراً پہنچ گئے، ان کے جسد شہید کو اپنے ہاتھوں سے روحانی اور معنوی غسل دیا اور بڑے اِکرام واحترام کے ساتھ اعلیٰ علیین میں پہنچا دیا۔

راہِ حق میں شہادت کی تمنا

خود باری تعالیٰ بھی اور اس کے نیک اور صالح بندے، علماء، فضلاء، محدثین، مفسرین، مجاہدین اور اس کے تمام برگزیدہ بندے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ایثار وقربانی، خلوص وللّٰہیت اور والہیت اور اس کے جنتی ہونے کی علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں۔

پورا عالم غمزدہ اور سوگوار ہے اور علماء اِجماعی طور پر یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی طرح اعلائے کلمۃ الحق کی مساعی کی پاداش میں خنجروں کی بے رحمانہ یلغار سے شہادت کی سعادت عطا ہو جائے۔

نزع کے لمحات میں جنت کے مناظر

مولانا سمیع الحق شہیدؒ پر جوں ہی بہیمانہ صفت قاتلوں نے خنجروں کی یلغار کر دی تو اسی وقت آناً فاناً انہیں جنت میں مکان، مقام اور قیام کا منظر دِکھایا گیا ان کے لئے کارکنانِ قضا وقدر نے جو رہائش گاہ تیار کی تھی ان ہی لمحوں میں ان کے سامنے کر دی گئی، نزع کے لمحات میں جنت کے مناظر بھی ان کے سامنے تھے ان کا رُتبہ ومقام بھی انہیں دِکھایا جا رہا تھا اور قربِ حق کے درجاتِ عالیہ کی عظمتیں بھی ان کے سامنے کر دی گئی تھیں۔

محبت وملاقات کی سعادت

اوقاتِ شہادت کا لمحہ لمحہ، نزع کے عالَم کا دقیقہ دقیقہ ان کے پہنے ہوئے لباس کا تار تار، وارداتِ شہادت کی ظالمانہ یلغار، خنجروں کی یلغار کے اوقات کے لمحہ لمحہ کی شہادت، ان کے پاکیزہ

خون کا قطرہ قطرہ، ان کے خون آلود جسم کا انگ انگ' ان کے کمالِ اخلاص وایمان، کمالِ شجاعت و بہادری اور کمالِ محبت وایقان کی شہادت دے رہے ہیں۔

خلعتِ خونِ شہادت کے عطایا

عین اسی لمحہِ اضطراب واستہلاک کے حساس اور نازک ترین مرحلے میں نزع روح کے فوراً بعد بلکہ متصلاً حورانِ جنت نے شہداءِ اسلام کے لئے تیار کردہ جنتی لباس خلعتِ خونِ شہادت ہاتھوں میں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہیں اپنے دامن میں لیا اور آخرت کے نو وارد مسافر کو جنت کے دولہے کو جنتی پروٹوکول سے نوازا۔

مندرجہ بالا تمام ترتوجہات اور تحقّقات اس صورت میں مراد لی گئی ہیں جب شہید بمعنیٰ ''مشہود'' کے ہو۔

الوہیت اور توحید کا گواہ

اور جب شہید کو بمعنیٰ شاہد کے لیا جائے تو اس کی بھی متعدد صورتیں بنتی ہیں:

(۱) راہِ حق میں رضائے حق کیلئے جو شخص معرکۂ کارزار میں اُتر کر باطل قوتوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہوجاتا ہے، لڑتے لڑتے بالآخر اپنی جاں اپنے جانِ آفرین کے سپرد کردیتا ہے تو ایسا شخص اللہ کی قدرت' عظمت' وحدت اور اس کی توحید کا شاہد اور سب سے بڑا گواہ بن جاتا ہے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ ساری عمر رضائے حق کی خاطر باطل قوتوں سے برسرِ پیکار رہے، شہادت کی تلاش میں ہر معرکۂ حق و باطل میں قیادت کا مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ آخر قدرتِ لم یزل نے ان کی طلبِ شہادت کے جذبے کی لاج رکھ لی اور شہادت ان کے گھر بھیج کر انہیں شہادت کی سعادتوں میں لپیٹ کر اپنی قدرت اور توحید کا گواہ بنادیا۔

اللہ کے جلال وکمال کا مشاہدہ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو شہادت کے بعد بارگاہِ الوہیت میں پہنچا دیا گیا ہے جہاں انہیں باری تعالیٰ کی قدرت' کمال اور جمال کا مشاہدہ کرایا جارہا ہے وہ ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی مِلک اور ملکوت کا مشاہدہ کرتے اور ربّ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ شاہد بے ہمتا' ربّ ذوالجلال اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت' اطاعت اور والہیّت میں عاشق صادق تھے، انہوں نے سچی محبت کی بندگی وعبادت کی، اسی وحدہٗ

لاشریک کے والہ وشیدا رہے جس کے بدلے میں انہیں شہادت کے اِنعام سے سرفرازا گیا۔ بالآخران کے اعزاز واِحترام میں انہیں محبوبِ حقیقی کی بارگاہ میں حضوری اور نظارۂ جمال کی منظوری دے دی گئی، لہٰذا موصوف شہیدؒ کو شہادت کے بعد حسنِ علم یزل کی ابدی معیت' جلوۂ جہاں آراء کی زیارت اور بارگاہِ ربّ میں حاضری وحضوری کا اعلیٰ مقام دے کر اس کے جمالِ جہاں آراء کا بے حجاب مشاہدہ کرایا جارہا ہے۔

جلوۂ جہاں آراء کی زیارت

وَعِنْدَ رَبِّهِمْ (ای حاضرین عند ربھم و مقربین عندہ)

یعنی ربّ العالمین کی بارگاہ میں حاضری اور انہیں اپنے ربّ کا تقربِ خاص حاصل ہے۔

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو اس مقدس اور مبارک محفل میں حاضری وشرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جس کے صدرِ جلسہ ربّ العالمین ہیں جس کے اراکین میں سرِفہرست ''رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم'' ہیں جس کے عام شرکاء وسامعین اور حاضرین' انبیاء وصدیقین اور صالحین ہیں۔

وَمَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا (النساء: ٦٩)

''اور جولوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں''

بارگاہِ ربّ میں قربت واِختصاص

مولانا شہیدؒ کو میدانِ محشر میں بھی حق سے اعراض وروگردانی، ناموسِ سالت کے تحفظ سے اعراض وانکار اور صحابہ کرامؓ کی اِتباع وپیروی سے بغاوت اور ان سے بغض وعداوت کے عاصیانہ رویہ اور باغیانہ کردار اور سرتابی کرنے والوں پر بطورِ شاہد وگواہ کے پیش کیا جائے گا، جہاں حضرت شہیدؒ کو شہادت و گواہی کے اعزاز پر تشکر واِمتنان کی کیفیات پر بارگاہِ حق میں قربت واِختصاص پر اِفتخار حاصل ہوگا۔

تمنائے شہادت

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی اوّلین اور آخری تمنائے خاص کا ہدف شہادت ہی تھا۔ حضرت شہیدؒ سے بارہا یہ شعر سنا ہے......

یاں شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
کون کہتا ہے کہ آساں ہے محبت کرنا

وصلِ کامل اور وصالِ حقیقی کی لذتیں

ذات حق تعالیٰ کے ایک سچے عاشق' جان نثار اور وفادار کے لئے شہادت سے بڑھ کر محبوب کوئی اور ادا نہیں ہوسکتی۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے وہ بشری حاجات' معاملات' ہمہ جہتی اختلاطات اور ضروریات میں اُلجھا اور محبوب کے ساتھ وصلِ کامل سے محروم رہتا ہے۔ دُنیاوی زندگی اس کے لئے مسائل میں اِشتغال کا حجاب' مقصد سے بُعد اور ایک قسم کا زندان خانہ ہے۔ جبکہ شہادت کے ذریعہ یہ حجاب اُٹھ جاتا ہے، تمام بندھنیں مرتفع ہوجاتی ہیں، طبعی موت سے اگرچہ یہ مقصد اور ہدف حاصل ہوسکتا ہے مگر اس میں وصلِ کامل' وصالِ حقیقی کی وہ لذت کہاں جو شہادت کی سعادت سے حاصل ہوتی ہے۔

میرے محبوب کے دامن کی ہوا آتی ہے

محبوب کی ملاقات ووصال اور شوقِ لقاء میں حریم محبوب میں اس کی نگاہوں کے سامنے کٹ کر' جسم کے ٹکڑے اُڑا کر اور تڑپ تڑپ کر جان دینے میں جو لطف اور لذت ہے وہ نرم ونازک بستر پر اِستراحت کرتے اور بے اختیار روح کے نکلنے اور جان کے چلے جانے میں کہاں ہے......

بجرم عشق توام مے کشند غو غائست
تو نیز سیر سرِ بام آکہ خوش تماشائیست

شہادت کے وقت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی روح محبوبِ حقیقی کے جلوۂ جہاں آراء کے دیدار کے لئے بے تاب تھی ......

چھوڑ دو کاخِ محبت کے دریچے سارے
میرے محبوب کے دامن کی ہوا آتی ہے

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

اسلامی انقلاب، غلبۂ اسلام اور نظامِ اسلام کے قیام وِاستحکام اور اسلام کے سیاسی نقطۂ نظر کے حوالے سے بھی جہاد، شہادت اور شہید کا مقام اہم واقدم ہے۔ تاریخ عالَم کے واقعات از آدم تا ایں دم تواتر کے ساتھ گواہ ہیں کہ آفرینشِ عالم سے لے کر لمحۂ حاضر تک دُنیا میں کوئی تحریک، کوئی

دعوت اور کوئی اِنقلاب اس وقت تک کسی بھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوا جب تک اس کے لئے ان تھک محنت، مخلصانہ دعوت، مجاہدانہ عزیمت اور اپنے جسم کا خون نہ بہایا گیا ہو۔

کسی محرک، مجاہد اور داعی کو اگر اللہ تعالیٰ خون دیئے بغیر منزلِ مراد تک پہنچاتے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہربان وشفیق اور واجب الاحترام عمِ مکرم کا جسدِ اقدس ٹکڑے ٹکڑے ہوتے نہ دیکھنا پڑتا نہ اُحد کے میدانِ جنگ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خون کے قطرات کے موتیوں سے لالہ زار نہ ہونے پڑتا۔ یہ فطرت اور قدرت کا اٹل اُصول ہے کہ مقصد کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ ہی قومی زندگی کی روح ہے، خدائے علیم وخبیر نے اسی حقیقت کی طرف اپنے حکیمانہ اندازِ بیان میں بڑا واضح اشارہ کر دیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَل أَدُلُّكُم عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِن عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَموَالِكُم وَأَنفُسِكُم (الصف: ۱۰،۱۱)

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دِلا دے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو''

خلاصہ یہ کہ جان کی بامقصد قربانی وہ چیز ہے جو اقوام، جماعتوں اور تحریکوں کو زندگی بخشتی ہے اور اسی سے دُنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔

شہادت کامیابی کی ضمانت

قرآنِ حکیم نے شہید کو ''میت'' کہنے سے نہ صرف کہ روکا ہے بلکہ اسے ''میت'' سمجھ لینے کی ممانعت فرمائی ہے۔

وَ لَا تَقُولُوا لِمَن يُقتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَموَاتٌ بَل أَحيَاءٌ وَلٰكِن لَا تَشعُرُونَ (البقرہ: ۱۵٤)

''اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو۔ دراصل وہ زندہ ہیں، مگر تم کو (ان کی زندگی کا) اِحساس نہیں ہوتا''

اجتماعیت، اتحادِ اُمت اور وحدتِ ملت کے حوالے سے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ''فردِ کلی'' کی موت اگر جماعت کی بقا وحیات کا سبب بنتی ہے تو ایسی موت پر سینکڑوں زندگیاں قربان کی جاسکتی

ہیں۔ ایک فرد نے اگر چہ اپنا خون بظاہر صفحۂ ارض پر بہایا لیکن درحقیقت وہ قوم کے جسدِ اجتماعی میں جذب ہوکر قومی جسد کے رگوں میں گردش کرنے لگا تو اسے ''میت'' کہنا یا سمجھنا حماقت کی اِنتہاء ہے اس خون سے جب ایک دل دھڑک رہا تھا، ایک شخص متحرک تھا تو ''حیات'' اور جب اس سے ہزاروں دل دھڑکتے ہیں تو انہیں کیسے حیات حاصل نہیں ہوگی۔

شہادت نشانِ راہ ورہنما ہے

مولانا شہیدؒ کی شہادت دراصل جماعت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لہو کا قطرہ قطرہ اُمت مسلمہ کی ہدایت کا مینار بن گیا ہے۔ ان کا جسم بظاہر بے جان اور زبان کی بظاہر گویائی بند ہوگئی ہے مگر ان کا زخم خوردہ جسم پوری اُمت کے لئے نشانِ راہ اور رہنما بن گیا ہے۔ ان کی عظیم قربانی کے صدقے اُمت منزلِ مراد تک پہنچے گی۔ سَيَهْدِيهِمْ (وہ انہیں منزل تک پہنچا دیگا) کے الفاظ یہی بشارت دے رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے اپنے سینے پر جو زخم کھائے ہیں وہ قوم وملت کی بیداری کا وسیلہ بنیں گے۔ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (اور ان کی حالت سنوار دے گا) اور خود مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو قربِ الٰہی کی منزل تک پہنچنے اور ربّ کی کلی خوشنودی حاصل ہونے والے مقام میں داخل ہونے کا اِنتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ اور اُنہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی اُنہیں خوب پہچان کرادی ہوگی) ......

چمن پہ، گل پہ، روش پہ کیا نکھار آیا
خوشا کہ بزم میں پھر حاصل بہار آیا
نسیم رقص کرے سازِ دل ہو نغمہ سرا
صبا، لچک کہ گلستاں پائے یار آیا
مہک شمیم! اور غنچوں کو تشنہ کام نہ چھوڑ
کلی چٹک کہ تیری بزم میں نکھار آیا
بدن پہ جسکے شہیدوں کے خون کی سرخی ہے
مشامِ جان کرو وا، وہ مشک بار آیا

محمد مصعب انصاری*

اسلام اور عیسائیت میں اخلاقیات کی تعلیمات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے،اور مکمل دین ہے، یہ ایک ایسا واحد دین ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات پر محیط ہے، دین اسلام کو اسلام اس لئے کہا جاتا ہے، کہ یہ خدا کی اطاعت فرمانبرداری، اور امن کا دین ہے، یوں تو دین اسلام تمام پیغمبروں نے پیش کیا ہے، لیکن دین اسلام سے مراد وہ شریعت اور دین ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسان کے لئے مبعوث کیا گیا جو پوری انسانیت کی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے۔قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (۱)

''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

قرآن مجید نے واضح طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نہیں ہوگا، قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، قرآن مجید اس زمین پر رب العالمین کی سب سے بڑی نعمت اور کائنات انسانی کی سب سے اولین ضرورت ہے، قرآن تمام انسانیت کے ھدی للناس، بلاغ للناس، شفاء للصدور ہے۔

قرآن کریم میں دین و دنیا دونوں کے اصول وضوابط بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب ہدایت میں کائنات کا آغاز وانجام، خالق کائنات کی صفات حمیدہ، اور پورے نظام عالم کا علم، صحیح و غلط کی تمیز، عقائد، عبادات و معاملات، اخلاقیات، تہذیب وتمدن وغیرہ تمام چیزوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا یہ کتاب راہ ہدایت ہے، جو پوری انسانیت کی رہبری کیلئے کافی ہے۔

بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے اخلاقیات کی ایسی تعلیمات دیں جو انسانی زندگی کو پورا کرنے اور صحیح غلط کی تمیز فراہم کرنے کے لئے بیدار کرتی ہے، دراصل انسان معاشرتی وجود پر ہے، معاشرتی وجود کی

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ عربی، (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

بنیاد آپس کی لین دین، رکھ رکھاؤ اور بول چال پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایسی اخلاقی اقدار عطا کیں ہیں، جن کے ذریعے انسان کو حقوق و فرائض کی آگاہی ہوتی ہے، لوگوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کی فضا ہموار کرنے کا موقع ملتا ہے، اور معاشرہ امن وسکون پروان چڑھتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر مذہب کی بنیاد اخلاقی تعلیمات پر ہے، اسلام اور عیسائیت دونوں مذاہب میں اخلاقیات کے پہلو کو انسانی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے ہر گوشہ میں لازم قرار دیا گیا ہے۔ مذاہب عالم میں عیسائیت کو دنیا کا قدیم ترین مذہب شمار کیا جاتا ہے۔ عیسائیت کے ماننے والے اس خطہ ارض پر ہر جگہ موجود ہیں۔

بلاشبہ عیسیٰؑ کی دعوت و تبلیغ کی اصل وجہ یہی تھی کہ انسان کی شخصیت کو پاکیزہ صفات الٰہی سے مستفیض کر کے اخلاق حمیدہ سے آراستہ کریں تاکہ وہ بے داغ، صاف وشفاف آئینہ کی مانند ہو جائے۔

اخلاق کا مفہوم

صاحب کنزل العمال نے اخلاق کے مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ونعنی بالا خلاق ما هو من اعمال القلوب (۲)

یعنی اخلاق سے ہماری مراد اعمال قلوب ہیں۔

''اصطلاحاً خلق نفس انسان کی ہیئت راسخہ ہے، جس کی تحریک انسان سے بے تکلف افعال سرزد کراتی ہے، اور ان کے کرنے میں سوچنے یا فکر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اگر وہ انسان سے نیک افعال بے تکلف صادر کراتی ہے تو اس کو حسن خلق کہیں گے، اور اگر برے افعال سرزد کراتی ہے تو اس کو بد خلق کہا جائے گا'' (۳)

اسلام میں اخلاقیات کی تعلیمات

اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق و کردار سے اس عالم فانی کو انسانیت کا ایسا درس دیا جب دنیا میں عداوت، ظلم و بربریت، بے حیائی، بدکرداری کی تاریک فضا چھائی ہوئی تھی تو ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل وانصاف، عفت و پاکدامنی اور اخلاقیات کی ایسی درخشاں تعلیمات پیش کیں کہ دنیا حیراں رہ گئی، لہٰذا جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں ظلم و بربریت کا خاتمہ ہو گیا،

اور ساری دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نور سے منور ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اہم ترین مقصد تھا کہ معاشرے کی اخلاقی اصلاح ہو اور اخلاقیات کو ہر پہلو سے عام کرنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

وانك لعلى خلق عظيم (۴)

''بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ قرآن کی اخلاقی تعلیمات کی عملی تفسیر تھی، حدیث میں ارشاد ہے:

عن عائشة رضی اللّٰه عنها انها سئلت عن خلق النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، فقالت: کان خلقه القرآن (۵)

''عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، آپ کا سارا اخلاق قرآن ہے۔''

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ قرآن و حدیث کی روشن تعلیمات ہی کا عکس تھے، سب سے زیادہ فراخ دل، رقیق القلب، گفتار، نرم مزاج، اور معاشرت و معاملات میں نہایت شریف النفس تھے۔

لہٰذا پیغمبر اسلام اخلاقیات کی تعلیمات کو معاشرہ میں نافذ کرنا چاہتے تھے چنانچہ دشمنان اسلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کی بنا پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرغوب ہوگئے تھے، حسن اخلاق و کردار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرویدہ ہوگئے تھے، چنانچہ اخلاق فاضلہ پر عمل کر کے انسان با اخلاق بنتا ہے، اور ایسے انسان سے ہی بھلائی کی توقع کی جاتی ہے۔

پیغمبرانہ دعوت ہمیشہ خدائی اصولوں وضوابط کے مطابق چلتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی اس کے راستوں کو متعین کرتا ہے۔ اور فیصلہ صادر فرماتا ہے، حضرت عیسیٰؑ خدا کے ان رسولوں میں سے تھے جو خدا کا پیغام پہنچاتے تھے۔

عیسائیت کی تعریف

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں عیسائیت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

''عیسائیت وہ مذہب ہے جو اپنی اصلیت کو ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے، اور اسے خدا کا منتخب مسیح مانتا ہے۔''(۶)

عیسائیت کی تعریف انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

We May define christianity as the ethical historical universal monotheistic,redemptive religion,in which the relation of God and man is mediated by the person and work of the lord jesus christ . (7)

''عیسائیت کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے، کہ یہ وہ اخلاقی تاریخی کائناتی موحدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا مذہب ہے، جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت اور کردار کے ذریعے پختہ کر دیا گیا ہے''

''اس تعریف کو مسٹر گاروے نے بیان کر کے اس کے ایک ایک جز کی توضیح کی ہے: اخلاقی مذہب سے اس کے نزدیک وہ مذہب مراد ہے، جس میں عبادتوں اور قربانیوں کے ذریعے کوئی دنیوی مقصد حاصل کرنے کی تعلیم نہ دی گئی ہو بلکہ اس کا تمام تر مقصد روحانی کمال کا حصول اور خدا کی رضا جوئی ہو۔

تاریخی مذہب کا مطلب وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس مذہب کا محور فکر وعمل ایک تاریخی شخصیت ہے، یعنی حضرت عیسیٰؑ انہی کے اقوال واعمال کو اس مذہب میں آخری اتھارٹی حاصل ہے۔ کائناتی ہونے کا انکے نزدیک یہ مطلب ہے کہ یہ مذہب کسی خاص رنگ ونسل کیلئے نہیں بلکہ اس کی دعوت عالمگیر ہے۔''۸

درحقیقت اسلام کی طرح عیسائیت بھی ابراہیمی مذہب کی ایک شاخ ہے، جس کے ماننے والے عیسائی کہلاتے ہیں عیسائی مذہب وہ ہے جس کا محور یسوع مسیحؑ ہیں، یہ مذہب حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش، حالات زندگی، ان سے منسوب تعلیمات اور ان کی وفات سے متعلق ہیں، تثلیث اور کفارہ کو اس مذہب میں بنیادی عقیدے کی حیثیت حاصل ہے، اور اس مذہب کے اقرار کئے جانے پر ہی عیسائی دنیا میں بحیثیت عیسائی قبول کیا جاتا ہے، آج کے دور میں عیسائیت کی جو شکل دنیا میں معروف ہے اسکی ابتداء کیسے ہوئی اس کا جواب بڑی حد تک تاریکی میں ہے۔

عیسیٰؑ کی دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں بارہ افراد حضرت عیسیٰؑ کے خاص شاگردوں میں شامل ہوئے، جنہیں حواری کہا جاتا ہے، عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات میں اس بات پر خاص توجہ دی ہے کہ یہودی اپنی

بداخلاقیوں کو چھوڑ دیں اور خدا کی راہ اختیار کرلیں۔

عیسائیت کی مقدس کتب کو بائبل کہا جاتا ہے، جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عہد نامہ عتیق (۲) عہد نامہ جدید

عیسائیوں کی مقدس کتب جو الہامی خیال کی جاتی ہیں، انہیں موجودہ دور میں ''عہد نامہ جدید'' کہا جاتا ہے جو کہ درحقیقت بائبل کا دوسرا حصہ ہے، اور اس میں ستائیس کتابیں شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) انجیل متی (۲) انجیل مرقس (۳) انجیل لوقا

(۴) انجیل یوحنا (۵) رسولوں کے اعمال (۶) رومیوں کے نام خط

(۷) کرنتھیوں کے نام خط (۸) دوسرا خط انہی جانب (۹) گلیلیو کے نام خط

(۱۰) انسیوں کے نام خط (۱۱) فلپیوں کے نام خط (۱۲) کلیسوں کے نام خط

(۱۳) تھلسنیکیوں کے نام خط (۱۴) پولس کا دوسرا خط ان کی جانب

(۱۵۔۱۶) تیمھیس کے نام کے دو خط (۱۷) ططس کے نام خط

(۱۸) فلیمون کے نام خط (۱۹) عبرانیوں کے نام خط (۲۰) یعقوب کے نام خط

(۲۱۔۲۲) پطرس کے دو خط (۲۳ تا ۲۵) یوحنا کے تین خط (۲۶) یہوداہ کا خط

(۲۷) یوحنا کا مکاشفہ

پہلی چار کتابوں کو اناجیل اربعہ کہا جاتا ہے، اور آخری کتابوں کو ''کتاب اعمال'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کا مصنف پولس کا شاگرد لوقا ہے اسلئے اس میں حوار یین اور پولیس کے کارنامے رقم ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر جس کتاب کو نازل فرمایا اس کو انجیل کہتے ہیں حضرت مسیح نے اپنی امت کو جس کتاب کی تعلیمات پر چلنے کا حکم دیا وہ یہی ہے، لیکن مسیح حضرات نے حضرت مسیحؑ کے بعد اور بہت سی کتابوں کو اسکے ساتھ شامل کرلیا ہے جن کے مجموعے کو بائبل کہا جاتا ہے، اس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ غیر مسیحی یہودیوں کا لکھا ہوا ہے، اس کو عہد نامہ عتیق یا پرانا عہد نامہ کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسیح کے ماننے والوں نے لکھا وہ عہد نامہ جدید اور نیا عہد نامہ کہلاتا ہے'' (۹)

عہد نامہ جدید میں شامل کتب کا اہم نکتہ اخلاق و کردار اور فلاح و نجات ہے اور شریعت موسوی میں

فرسیوں اور راہبوں کی جانب سے شامل کی گئی ہیں ،انکی من پسند تعلیمات کو ختم کر کے بنی اسرائیلوں کو اصل شریعت موسوی کی روح سے آشنا کر کے انہیں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنا تھا،اور حضرت عیسیٰؑ نے بار ہا اس عزم کا ارادہ و اعلان بھی کیا،آپ کے مخاطبین میں صرف بنی اسرائیل میں ہی شامل نہ تھے بلکہ آپ نے اپنی تعلیمات کا دائرہ بلا امتیاز کسی تفریق کے نوع انسان تک پھیلایا۔

عہد نامہ جدید اور عیسیٰؑ کی تعلیمات کے مطابق انسان بحیثیت انسان سب برابر ہیں ان میں معاشرتی اور اخلاقی دعوت پر زور دیا گیا ہے ،حضرت عیسیٰؑ بذات خود محبت کے پیکر تھے،وہ خطا کاروں گناہ گاروں اور کم مرتبہ لوگوں کے ساتھ بلند اخلاق سے پیش آتے تھے آپکی تعلیمات اخلاق ہی کی بنیاد پر تھیں۔

> ’’اے اسرائیل سنو! خدا وند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے،اور تو خداوند اس خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھو،اور اس جیسا دوسرا یہ کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ ان دونوں حکموں سے بڑا کوئی حکم نہیں ہے‘‘ (۱۰)

نیز حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات محبت و ہمدردی ،عفت و پاکدامنی ،مذہبی و اخلاقی سماجی اور لوگوں کو حسن اخلاق سے پیش آنے کی دعوت دی گئی ہے یہ تعلیمات اخلاق پر ہی مبنی تھیں،عیسائیت میں توبہ استغفار، غریبوں اور بدحالوں کیساتھ ہمدردی کا جزبہ، پڑوسیوں سے حسن سلوکی، رحمدلی کی تعلیم ،نیک عمل کی تلقین ،بدی سے دور رہنے کی نصیحت ،توبہ استغفار کا حکم،حقوق انسانی کا تحفظ،راست بازی اور سچائی کی تعلیم دی گئی ہے۔

> ’’حضرت عیسیٰؑ نے توبہ استغفار کی تلقین کرتے ہوئے یہ تعلیم بھی دی کہ نجات کا دار و مدار اعمال پر ہیں ،اور یہ گناہ ہی ہیں جو انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں نیز اخلاقی معاشرتی غیر محرم عورتوں ،والدین ،صدقہ خیرات تصدیق تورات اور اپنی رسالت وغیرہ امور کی تعلیم حضرت عیسیٰؑ سے ثابت ہے‘‘ (۱۱)

عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات

عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات اپنے پورے آفتاب و مہتاب کے ساتھ روشن ہیں،اناجیل اربعہ میں عام انسانی اخلاقیات اور اعلیٰ اقدار کی تعلیمات کس قدر کثرت سے موجود ہیں،یہی قدریں انسانی اخلاق کا زیور ہیں،عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات جو درج ذیل ہیں:

عفو درگزر

انسانی تربیت کے لئے عفو درگزر کی تعلیم سب سے اہم ہے،اسی وجہ سے انسانی شخصیت کو جلا ملتی ہے، معافی تلافی اور عفو درگزر ایسی صفت ہے جس سے مزین و متصف ہو کر کوئی بھی فردقوم انسانیت کی معراج کو پہنچ جاتا ہے،،اور ملک اور معاشرہ میں صالحیت فروغ پاتی ہے،اس مستحسن عمل کی وجہ سے اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں معافی کا پروانہ حاصل ہوتا ہے۔

عفو درگزر کی مثال اس طرح ہے:

”آپ جانتے ہیں کہ کہا گیا تھا، آنکھ کے بدلے آنکھ اوردانت کے بدلے میں دانت لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ برے شخص کا مقابلہ نہ کریں بلکہ اگر کوئی آپ کے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو بایاں بھی اسکی طرف پھیر دیں،اور اگر ایک شخص آپ کا کُرتا حاصل کرنے کے لئے آپ پر مقدمہ چلانا چاہے تو اسے اپنی چادر بھی دے دیں۔اور اگر کوئی اختیار رکھنے والا شخص آپ کو ایک میل تک اپنی خدمت کرنے پر مجبور کرے تو اس کیساتھ دو میل تک جائیں،اگر کوئی شخص آپ سے کوئی چیز مانگے تو اسے وہ چیز دے دیں اور اگر کوئی شخص آپ سے قرضہ مانگے تو اس سے منہ نہ موڑیں“(۱۲)

دشمنوں سے پیار

عیسیٰؑ کی تعلیم میں دشمنوں سے پیار اور ستانے والوں کو دعا اور پڑوسیوں کو پیار کرنے کا حکم دیا ہے:

”اپنے پڑوسی سے محبت کرو اور اپنے دشمن سے نفرت نہ کرو لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت کریں اور جو آپ کو اذیت دیتے ہیں ،ان کے لئے دعا کرتے رہیں“(۱۳)

توبہ کی تعلیم

عیسیٰؑ نے توبہ کی تعلیم دی کہ انسان توبہ استغفار کرلے تو اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں،اور اس کے اندر حوصلہ پیدا ہوتا ہے، یہ اصلاح کا سب سے بہترین ذریعہ اور عمل ہے،توبہ ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے انسان خدا کے قریب ہوجاتا ہے۔

”اگر تم توبہ نہ کرو تو سب ہلاک ہونگے“ ”اگر تیرا بھائی گناہ کرے اسے ملامت کر اگر

توبہ کرے تو اسے معاف کر اور اگر وہ ایک دن میں سات بار گناہ کرے اور سات مرتبہ
پاس آ کر کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں تو اسے معاف کر" (۱۴)

توکل

عیسائی مذہب میں بھی توکل کی اہم تعلیمات موجود ہیں اس سے پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

"کل کے دن کی فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنی فکر آپ ہی کرے گا، آج کا دکھ آج ہی
کیلئے بس ہے" (۱۵)

عیب لگانے کی ممانعت

الزام لگانے، عیب جوئی کرنے میں آپسی تعلقات خراب ہوجاتے ہیں اور معاشرہ فساد و بگاڑ کی آماجگاہ بن جاتا ہے اس لئے ان کو روکنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ خوشگوار معاشرہ قائم ہوسکے، انجیل متی میں اس کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:

"عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جائے کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو اسی طرح
تم پر بھی عیب لگایا جائے گا اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے بھی
ناپا جائے گا" (۱۶)

پہاڑی کے وعظ میں اخلاقی تعلیمات اس طرح ہیں:

"مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے" (۱۷)

رحمدلی کی تعلیم کو اس طرح واضح کیا ہے:

"مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں، کیوں کہ ان پر رحم کیا جائے گا" (۱۸)

نیکی بلا اجر

"لیکن جب آپ خیرات دیتے ہیں تو آپ کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے کہ آپ کا
دایاں ہاتھ کیا کر رہا ہے" (۱۹)

ایک شخص نے یسوع سے زندگی کے اصول پوچھے تو آپ نے یہ اصول بتائے جس کو کتب مقدس میں بیان کیا گیا ہے:

"زنا مت کر، خون مت کر، چوری مت کر، جھوٹی گواہی نہ دے، فریب نہ دے، اپنے

باپ اور ماں کی عزت کر" (۲۰)

کتب مقدس میں موجود ہے جو شخص جیسا کرے گا اسکو ویسا ہی بدلا ملے گا۔

"وہ ہر ایک کو اپنے اپنے کاموں کے مطابق بدلہ دے گا" (۲۱)

مذہب عیسائیت انسانیت کا احترام، محبت و ہمدردی، امن و سلامتی، صلح و آشتی اور اخلاقیات کے لئے جانا جاتا ہے، عیسیٰؑ کی تعلیمات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو بڑی حد تک یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ قوم کو پستی، تنزلی اور انحطاط سے نکال کر ان کے اندر اچھے اخلاق کی روح پھونکی جائے، کیونکہ اخلاق کے بغیر قومیں کبھی بھی کائنات میں اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتی، الغرض اسلام ہو یا عیسائیت دونوں مذاہب میں اخلاقیات کے پہلو کو اجاگر کیا جائے، اور دنیا کے سامنے اخلاقیات کی تعلیمات کو پیش کیا جائے۔

مصادر و مراجع

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۹

(۲) تقی الدین علی متقی حسام الدین، کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال اردو ترجمہ، جلد ۳، ص ۲۵، دار الاشاعت اردو بازار لاہور، ایم، اے، جناح روڈ کراچی پاکستان، طباعت ۲۰۰۹

(۳) حبیب الرحمٰن خان شیروانی، اسلامی اخلاق، ص ۱۹۔۲۰، آزاد کتاب گھر، کلاں محل دہلی ۱۹۲۰ء

(۴) سورہ القلم، آیت: ۴

(۵) محمد بن اسماعیل بن ابراهيم بن المغيرة البخاري، الأداب المفرد، باب: من دعا الله ان يحسن خلقه، الناشر مكتبه المعارف للنشر والتوزيع، الرياض: الطبعة، ا لأولى ١٤١٩هـ

(۶) دی انسا ئیکلو پیڈیا آف برٹانیکا مقالہ عیسائیت، جلد ۵، ص ۶۹۳

(۷) جیمز ہسٹینگر (مرتب) انسا ئیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس، جلد ۳، ص ۳۸۱، ۱۹۱۰ء

(۸) الفریڈ گاروے، انسا ئیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس، ص ۵۸۱، ج ۳ بحوالہ محمد تقی عثمانی، عیسائیت کیا ہے، ص ۱۰، دار الاشاعت کراچی ۱۳۹۲ء

(۹) محمد نواز فیصل آبادی، شخصیت مسیح بائبل کے آئینہ میں، ص ۲۵، بدون تاریخ

(۱۰) انجیل مرقس، ۱۲:۲۹۔۳۱

(۱۱) محمد یوسف خاں، تقابل ادیان، ص ۲۱۲، ناشر بیت العلوم نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی، لاہور

(۱۲) انجیل متی، ۵:۳۸۔۴۲ (۱۳) انجیل متی، ۵:۴۳۔۴۴ (۱۴) انجیل لوقا، ۱۷:۴

(۱۵) انجیل متی، ۶:۳۴ (۱۶) انجیل متی، ۷:۱۔۳ (۱۷) انجیل متی، ۵:۵

(۱۸) انجیل متی، ۵:۷ (۱۹) انجیل متی، ۶:۳ (۲۰) انجیل مرقس ۱۰، ۱۷:۲۰

(۲۱) رومیوں کے نام خط ۲:۷

ڈاکٹر انعام اللہ*

قصاص و دیت سے متعلق مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا موقف

اسلامی نظریاتی کونسل کا مسودہ قانون قصاص و دیت آرڈیننس ۱۹۷۹ء

اسلامی نظریاتی کونسل نے ہمیشہ سے اپنے فرض منصبی کو بحسن وخوبی نبھاتے ہوئے اسلامی احکام کی روح کے عین مطابق قانون ساز اداروں کی رہنمائی کی ہے، کونسل کی سفارشات کو علماء، ماہرین قانون اور قانون ساز اداروں کی تائید حاصل رہی ہے اور کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی ہوتی رہی ہے۔اس کی نمایاں مثال قصاص ودیت آرڈیننس ۱۹۷۹ء ہے، جس کی کونسل نے تسوید کی، مجلس شوریٰ میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے کونسل کے مسودہ کی مکمل تائید کی اور اسی مسودہ کی مطابق قانون سازی کیلئے اپنی خدمات پیش کیں، اس مختصر مضمون میں کونسل کے کام اور حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی وعلمی خدمات کا ایک تعارف پیش کیا گیا ہے (ڈاکٹر انعام اللہ)

اسلامی نظریاتی کونسل ملک عزیز کا ایک موقر آئینی ادارہ ہے، جس کا آئینی فرض منصبی یہ ہے کہ قانون سازی کے عمل کو قرآن وسنت کے منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنائے، خواہ وہ موجودہ قوانین ہوں یا مجوزہ قوانین۔کونسل اپنے اس فرض منصبی کو بخوبی نبھارہی ہے، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کونسل کی سفارشات کو علماء، ماہرین قانون اور قانون ساز اداروں کے اراکین کی مکمل تائید حاصل رہی ہے۔کونسل نے اس فرض منصبی کو نبھاتے ہوئے ۱۹۷۹ء میں قصاص ودیت کے احکام پر مشتمل ایک مسود قانون مرتب کیا اور قانون ساز اداروں کو پیش کیا، جس کے مطابق قانون سازی ہوئی۔کونسل کے مسودہ میں شامل چند دفعات پر اختلاف رائے بھی سامنے آیا، جس میں قانون ساز اداروں میں موجود علمائے کرام کا موقف کونسل کے موقف کے مطابق تھا، ان علمائے کرام میں ایک نمایاں نام مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا بھی ہے۔اس مختصر مقالے میں اس حوالے سے مولانا مرحوم کی خدمات کو اجاگر کرنا مقصود ہے، مقالہ مقدمہ، تمہید دو بحثوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔مقدمہ میں خاکہ پیش کیا جارہاہے۔تمہید میں اسلامی نظریاتی کونسل کی

* چیف ریسرچ آفیسر/ ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ)، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

آئینی حیثیت کی توضیح کی گئی ہے۔ پہلی بحث دیت سے متعلق دفعات سے متعلق ہے، دوسری بحث میں مولانا سمیع الحق مرحوم کے موقف اور خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے، خاتمہ میں خلاصہ ونتائج بحث ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل اور اس کا آئینی فرض منصبی

اسلامی نظریاتی کونسل ملک عزیز کا ایک موقر آئینی ادارہ ہے۔ جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آغاز ہی سے موجودہ رہا ہے، جس کا کام اسلامی احکام کے مطابق قانون سازی کیلئے سفارشات مرتب کرنا ہے۔ کونسل کے قیام کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ملک عزیز اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا، اسلئے مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد منظور کی، جو ۱۹۵۶ء کے آئین میں تمہید کے طور پر شامل کی گئی اور ۱۹۸۵ء میں اس قرارداد کو آئین کے آرٹیکل ۲ (الف) کے طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بنادیا گیا۔ قرارداد مقاصد میں من جملہ دیگر امور کے یہ بھی شامل تھا:

4. Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teaching and requirements of Islam as set out in the Holy Qur'an and Sunnah;

(جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق، جس طرح قرآن اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں)

۱۹۵۶ء کے آئین میں آرٹیکل ۱۹۸(۱) میں طے کیا گیا:

ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے منافی ہو اور موجودہ قوانین کو ان احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔

اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شق تین میں قرار دیا گیا کہ:

جناب صدر دستور کے نفاذ کے دن سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن مقرر کریں گے۔

(الف) کہ وہ سفارشات پیش کرے۔

(i) موجودہ قوانین کو احکام اسلام کے مطابق بنانے کے لیے اقدامات کے بارے میں۔

(ii) ان مراحل سے متعلق جن میں ایسے اقدامات نافذ العمل کیے جائیں اور

(ب) کہ وہ قومی اور صوبائی مجالس مقننہ کی رہنمائی کی غرض سے احکام اسلام ایسی موزون شکل میں مدون کرے جس میں انھیں قانونی شکل دی جائے سکے۔

۱۹۶۲ء کے دستور میں آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل (Advisory council of Islamic Ideology) کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا اور آرٹیکل ۲۰۴(ا) میں کونسل کے مندرجہ ذیل فرائض منصبی طے کیے گئے:

مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کو ایسی سفارشات کرنا جن کے ذریعے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں ہر لحاظ سے اسلامی نظریات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنایا جاسکے، نیز اس کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور دستور کی پہلی ترمیم کے قانون ۱۹۶۳ء کے نافذ ہونے سے فوراً پہلے نافذ العمل تمام قوانین کا جائزہ لینا تاکہ انہیں قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق بنایا جائے۔[۱]

۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲ میں قرار دیا گیا:

۲۔ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔[۲]

مزید برآں! حصہ نہم بعنوان ''اسلامی احکام'' کو آئین کا حصہ بنایا گیا، جس میں ۲۲۷-تا-۲۳۱ کل پانچ دفعات (آرٹیکلز) کو شامل کیا گیا، جن کے اہم نقاط حسب ذیل ہیں:

۲۲۷(ا) تمام موجود قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔

۲۲۸(ا) یوم آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی جائے گی۔

یعنی ۱۹۷۳ء کے آئین میں نام تبدیل کر کے اسلامی نظریاتی کونسل (Council of Islamic Ideology) کر دیا گیا۔

ذیلی دفعات میں قرار دیا گیا کہ صدر کونسل کے ارکان کا تقرر کرے گا، جن کی کم از کم ۸ اور زیادہ سے زیادہ ۲۰ تعداد ہوگی۔ ارکان ہی میں سے چیئرمین مقرر کرے گا، رکنیت کی مدت تین سال ہوگی۔ کونسل کے فرائض منصبی کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا۔

۲۳۰(ا) اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے:

(الف) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلامی کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاکستان اور سنت

میں تعین کیا گیا ہے۔

(ب) کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں؟

(ج) ایسی تدابیر کی جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، سفارش کرنا: اور

(د) [مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ)] اور صوبائی اسمبلیوں کی راہنمائی کے لیے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جا سکے۔[۳] بقیہ دفعات میں طریقہ کار بتایا گیا ہے۔

حاصل یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا آئینی فرض منصبی ہے کہ ملک عزیز میں موجود و مجوزہ قوانین کو اسلامی احکام کی روشنی میں تشکیل و تدوین میں اپنا کردار ادا کرے۔

پہلی بحث: قصاص و دیت آرڈیننس ۱۹۷۹ء اور دیت سے متعلق دفعات:

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے آئینی فرض منصبی کو نبھاتے ہوئے موجودہ اور مجوزہ قوانین پر غور وخوض کرنے اور سفارشات پیش کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے، نیز حکومت کی تجویز پر کئی ایک قوانین کے لیے تسوید بھی کی ہے، اور مجوزہ مسودات حکومت کو قانون سازی کے لیے پیش کیے ہیں، جن کے مطابق کچھ ترامیم کیساتھ یا بغیر ترمیم کے قانون سازی ہوئی۔ من جملہ ان قوانین کے '' قصاص و دیت آرڈیننس، ۱۹۷۹ء'' بھی ہے۔

قصاص و دیت سے متعلق مسودہ قانون کی تدوین کا آغاز کونسل نے ۱۹۷۸ء میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے فرمان کے مطابق کیا، اور ۱۰۹ دفعات پر مشتمل مسودہ قانون تیار کر لیا۔ صدر مملکت کے ڈائریکٹیو (Directive) کے مطابق وزارت قانون نے اس مسودہ کا جائزہ لیا، اور مسودہ پر متعدد اعتراضات کیے، جن کے پیش نظر کونسل اور وزارت قانون کے نمائندوں پر مشتمل اجلاس (۳-۴/ستمبر ۱۹۷۹ء) میں حتمی مسودہ مرتب کیا گیا جسکی نقل صدر مملکت اور وزارت مذہبی امور کو ارسال کی گئی۔ صدر مملکت نے ہدایت کی کہ وزارت قانون اس کا جائزہ لے اور دو ہفتے بعد رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے شائع کر دیا جائے۔

وزارت قانون نے تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے بعد ۳۰/اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ترمیم شدہ مسودہ کونسل کو ارسال کیا۔ مسودہ پر جو اعتراضات اٹھائے گئے تھے، ان کو دور کرنے کی غرض سے کونسل اور وزارت کے کئی مشترکہ اجلاس (یکم، ۲ اور پانچ نومبر ۱۹۸۰ء) کو منعقد ہوئے۔ حتمی مسودہ کو رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض

سے ۳؍دسمبر ۱۹۸۰ء کو سرکاری گزٹ میں شائع کردیا گیا، ماہرین قانون وفقہ ودیگر لوگوں کی طرف سے ۱۵۰۰ مراسلات موصول ہوئے، جن کی روشنی میں مسودہ قانون کا پھر جائزہ لیا گیا۔ نظر ثانی شدہ مسودہ ۱۷؍مئی ۱۹۸۱ء کو صدر مملکت کی خدمت میں پیش کردیا گیا اور کونسل نے اجلاس مئورخہ ۲۳- تا- ۲۷؍جون ۱۹۸۱ء میں حتمی توثیق کردی۔ (۴)

دیت کی قیمت: جیسا کہ اوپر بیان کردہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مسودہ قانون قصاص ودیت کی تسوید وترتیب کے کئی مراحل ہیں، اور ابتدائی مسودہ میں کئی ترامیم ہوئیں، چنانچہ ان ترامیم کے نتیجے میں دفعات کی تعداد میں اختلاف آیا، ابتدائی مسودہ کل ۱۰۹ دفعات پر مشتمل ہے۔ (۵) جبکہ حتمی مسودہ کل ۱۳۰ دفعات پر مشتمل ہے۔ (۶) اسی طرح دفعات کے نمبرات اور مشمولات میں بھی ترامیم ہوئیں اور تبدیلیاں کی گئیں۔ چنانچہ دفعہ بعنوان ''دیت کی قیمت'' کا نمبر ابتدائی مسودہ میں ''۲۵'' ہے، جبکہ حتمی مسودہ میں ۲۸ ہے، ذیلی دفعات کی تعداد بھی بدل گئی ہے۔ تقابلی جائزہ ملاحظہ ہو۔

ابتدائی مسودہ میں دیت سے متعلق دفعات حسب ذیل ہیں:

دفعہ ۲۵: دیت کی قیمت:

(۱) عدالت مجرم، عاقلہ اور اولیائے مقتول کی مالی حیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل پیمانوں میں سے کسی ایک پیمانے کے مطابق دیت کی قیمت کا تعین کرے گی یعنی:-

(الف) دس ہزار درہم شرعی مساوی 30.63 کلوگرام چاندی یا اس کی قیمت نقدی میں۔ یا

(ب) ایک ہزار دینار شرعی مساوی 4.36 کلوگرام سونا یا اس کی قیمت نقدی میں۔

(۲) اگر مقتول عورت ہو تو اس کی دیت ذیلی شق (۱) میں مصرحہ پیمانے کا نصف حصہ ہوگی۔ (۷)

نظر ثانی شدہ حتمی مسودہ کے مطابق دیت سے متعلق دفعات حسب ذیل ہیں:

(یہاں وضاحت مناسب ہے کہ حتمی مسودہ انگریزی میں مطبوع ہے، جس کا اردو ترجمہ الگ سے شائع کیا گیا ہے، اس لیے دونوں زبانوں میں تحریر کرنا بہتر ہے۔)

28. Value of diyat:- (1) The value of diyat shall be ten thousand dirham shari (درہم شرعی) equivalent to 30.63 kg of silver or it, value in mony at the time to decision of the case.

2. Where the victim is a female, her diyat shall be one-half of the scale specified in sub-section(۸).

۲۸: دیت کی قیمت:

(۱) دیت کی قیمت دس ہزار درہم شرعی مساوی ۳۰،۶۳ کلوگرام چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقد

رقم مقدمے کے فیصلے کے وقت بازار کے بھاؤ کے مطابق۔

(۲) اگر مقتول عورت ہو تو اس کی دیت ذیلی دفعہ (ا) میں مصرحہ پیمانے کا نصف ہوگی۔[9]

ابتدائی اور حتمی مسودہ میں کی گئی ترمیم: دونوں مسودات میں فرق واضح ہے، ابتدائی مسودہ میں ذیلی دفعہ (ا) کی دو شقیں ہیں۔ دوسری شق میں دیت کی مقدار شرعی باعتبار ذھب (سونا) شامل کیا گیا ہے، جبکہ حتمی مسودہ میں یہ شق نکالی گئی ہے، اور صرف چاندی کی مقدار کو شامل رہنے دیا گیا، جس طرح سونے کے اعتبار سے دیت کی ادائیگی کو حتمی مسودہ میں نظرانداز کیا گیا، اونٹوں کی صورت میں دیت کی ادائیگی کو ابتدائی مسودہ ہی میں نظرانداز کیا گیا ہے، حالانکہ شرعاً دیت کی ادائیگی چاندی، سونے اور اونٹوں تین چیزوں کے ذریعے ہو سکتی ہے۔[10] دلچسپ بات یہ ہے، کہ مجلس شوریٰ کی طرف سے جن ۹ نکات پر کونسل سے وضاحت مانگی گئی تھی نکتہ نمبر ۶ کے جواب میں کونسل نے اونٹوں کی شکل میں دیت ادا کرنے کی بات کی ہے، جیسا کہ آگے ہم ذکر کریں گے۔

بہرحال! سونے اور اونٹوں کی شکل میں دیت کی ادائیگی کو نظرانداز کرنے کی وجہ شاید یہ ہو کہ دونوں صورتوں میں دیت کی مقدار بہت زیادہ بن جاتی ہے، چنانچہ یہ فرض کیا گیا کہ سونے اور اونٹوں کی صورت میں دیت کی ادائیگی بہت مشکل ہوگی، اور لوگ ادا نہیں کر پائیں گے، حالانکہ شریعت نے تین الگ الگ مقداریں احترام انسانیت کے اصول کے تحت مقرر کی ہیں۔ جو انسانی حقوق کی پاسداری کی اعلیٰ مثال ہے اور ان تینوں مقادیر میں کسی ایک مقدار میں دیت کی ادائیگی کا اختیار دے کر جانی (قاتل) اور مقتول دونوں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اس فرضی مشکل کا حل یہ نکالا گیا کہ صرف چاندی والی دیت کو اختیار کیا گیا، شریعت نے جو تین آپشن دیے تھے، اس آسانی کو ترک کر دیا گیا۔ جانبین کے حقوق کی رعایت اور آسانی پر مبنی شریعت کے حکم کو مشکل سمجھ کر ترک کر دینا درحقیقت اس کا نتیجہ ہے کہ شرعی احکام کو انگریزی قانون کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ دونوں کے اپنے تقاضے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

عورت کی دیت اور موجودہ قانونی صورت حال:- تاہم جب مسودہ قانون قصاص و دیت کو آرڈیننس کی صورت میں باقاعدہ قانونی حیثیت دی گئی اور ملکی قانون کی حیثیت سے نافذ کر دیا گیا، تو مزید یہ ترمیم کی گئی کہ ذیلی دفعہ ۲ کو بھی خارج کر دیا گیا، اور اب صورت حال یہ ہے کہ قانونی لحاظ سے مرد اور عورت کی دیت کی مقدار یکساں ہے، یعنی مقتول مرد ہو یا عورت ہو، اور دیت کی ادائیگی کی صورت بن جائے تو ۳۰،۶۳ کلو گرام چاندی یا اس کی مالیت کے برابر نقد رقم ادا کی جائیگی۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ) کی متعلقہ دفعہ حسب ذیل ہے:

دفعہ ۳۲۳: دیت کی مالیت(Value of diyat) :- عدالت، اسلام کے احکام کے تابع، جیسے کہ قرآن پاک اور سنت میں درج ہیں، اور سزا یاب اور ضرر رسیدہ شخص کے ورثاء کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، دیت کی مالیت مقرر کرے گی جو ۳۶،۳۰ گرام چاندی کی قیمت سے کم نہ ہوگی۔(۱۱)

ظاہر ہے کہ ذیلی دفعہ ۲ کو مسودہ قانون سے خارج کرنے کے حوالے سے اچھی خاصی بحث ہوئی اور دو اختلافی نقطۂ نظر سامنے آئے، ہر فریق نے اپنے موقف پر دلائل پیش کیے، چنانچہ پہلے مرحلے میں مجلس شوریٰ نے بذریعہ ڈی او نمبر ایف ۲۹(ا) ۸۳/-سی او ایم، مورخہ ۱۶/نومبر ۱۹۸۳ء اسلامی نظریاتی کونسل سے زیر بحث مسودہ کے بارے میں ۹ نکات کے بارے میں استفسار بھیجا، جس میں چھٹا نکتہ حسب ذیل تھا:

کیا شریعت میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے؟ اور وہ بذات خود اس کی ادائیگی کی ذمہ دار ہے، یا جرم قتل کے ارتکاب کی صورت میں اس پر نصف دیت کی ادئیگی واجب ہوگی؟(۱۲)

کونسل نے اس نکتے کا حسب ذیل جواب دیا:

جواب نکتہ ۶: مرد وزن کے اعضاء کی دیت، کامل دیت کے تہائی حصے تک یکساں ہے۔ عورت اگر مقتول ہو تو اس کی دیت جو قاتل پر واجب آئے گی وہ نصف دیت ہوگی یعنی مرد کے قتل کے لیے ۱۰۰ اونٹ کا نصف یعنی پچاس اونٹ ہوں گے۔ اگر عورت سے مرد قتل (خطا) ہو جائے تو عورت کی عاقلہ پر کامل دیت ہوگی، چونکہ خود عورت مجرم ہے اس لیے اس کی ادائیگی میں وہ بھی اپنی عاقلہ کے ہمراہ اپنے جرم کا حصہ ادا کرے گی لیکن اگر عورت مقتول ہو تو اس صورت میں اس کے قاتل یا قاتل کی عاقلہ پر نصف دیت آئے گی۔ جناب عبدالقادر عودۃ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قتل کے سلسلے میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اس رائے کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمرو بن حزم کو لکھوائے گئے نامہ مبارک میں یہ بات ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہوگی اور صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا۔ چنانچہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ عنہم سے یہ روایت کی گئی ہے۔ ان سب کا موقف یہ ہے کہ: ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور کسی سے یہ منقول نہیں ہے کہ کسی فقیہ نے اس رائے سے انکار کیا ہو، پس یہ اجماع (سکوتی) ہو گیا کیونکہ عورت میراث اور شہادت میں مرد سے نصف متصور ہوتی ہے اسی طرح دیت میں بھی۔'' (ملاحظہ ہو۔ بدائع الصنائع ج ۷،

ص۲۵۴، المغنی ج ۹، ص ۵۳۱، التشریع الجنائی الاسلامی ج ۲، ص ۱۸۲) (۱۳)

دوسری بحث: مسودہ قانون قصاص ودیت ۱۹۷۹ء میں دیت کی مقدار اور مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا موقف:

جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے کہ مسودہ قانون قصاص ودیت ۱۹۷۹ء کے حوالے سے اختلافی آراء سامنے آئیں۔ وزارت قانون کی طرف سے اعتراضات اٹھائے گئے۔ ان اعتراضات کو حل کرنے کے لیے وزارت اور کونسل کے مشترکہ اجلاس ہوئے، جن میں اعتراضات کا حل نکالا گیا اور حتمی مسودہ مرتب کیا گیا۔ مجلس شوریٰ کے پاس جانے کے بعد قانون سازی کے مرحلے میں متعدد کمیٹیوں کی رپورٹس کے ضمن میں مزید مباحث اور اعتراضات سامنے آئے۔ مولانا سمیع الحق شہید نے اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں مجلس شوریٰ کے افتتاحی اجلاس (۱۱رجنوری ۱۹۸۲ء) کے چوتھے دن کی کارروائی (۱۷رجنوری ۱۹۸۲ء) میں حسب ذیل قرارداد پیش کردی تھی:

تحریک: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ وفاقی کونسل کا حالیہ اجلاس قومی واعلیٰ اہمیت کے حامل نہایت اہم معاملہ پر غور کرنے کے لیے ملتوی کیا جائے۔

''موجودہ حکومت کا روز اول سے اہم ترین مقصد اس ملک میں اسلامی نظام کا مکمل نفاذ اور پورے اسلامی معاشرہ کو اسلامی خطوط پر ڈھالنا ہے۔ مگر اس سلسلے میں طے کئے گئے اقدامات کے خاطر خواہ نتائج ظاہر نہیں ہوئے اور اس مقصد کی طرف پیش رفت سست ہے، جس سے ملک کے عام مسلمانوں کو تشویش ہوتی ہے اور ملک دشمن عناصر غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وفاقی کونسل کے اراکین اس معاملہ کو زیر بحث لاکر اس راہ میں حائل رکاوٹوں اور منفی عوامل کی نشاندہی کریں اور یہ کہ اسلامی نظام کی طرف جلد از جلد پہنچانے والی تجاویز بھی سامنے لائیں۔(۱۴)

تاہم تحریک کی مخالفت ہوگئی اور تکنیکی بنیادوں پر مسترد کردی گئی، اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ اس مسئلے پر قرارداد پیش کردی جائے۔ چنانچہ مولانا نے قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور ہوئی، یوں ملک کی پارلیمانی تاریخ میں اسلام کے بارے میں پہلی قرارداد تھی، جسے پورے ہاؤس نے سو فیصد اتفاق رائے اور گرم جوشی سے پاس کیا۔(۱۵) آگے جاکر مولانا کے اسلامائزیشن سے متعلق قرارداد کو فعال اور عملی بنانے کے لیے ایوان کے علماء اور ماہرین قانون کی ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا۔(۱۶) چنانچہ ۱۹راپریل ۱۹۸۴ء کو ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے پیش نظر اسلامی نظریاتی کونسل کے تیار کردہ مسودہ آرڈیننس اور اسی مسودہ پر مرتب کی گئی حسب ذیل رپورٹس کا جائزہ لینا تھا:

(الف) قائمہ کمیٹی وفاقی کونسل برائے مذہبی امور واقلیتی امور (ب) نظام اسلام کو تیز تر کرنے کے لیے

خصوصی کمیٹی (ج) نتیجہ کمیٹی برائے قانون قصاص ودیت (د) چیئرمین مجلس شوریٰ کی طرف سے نامزد کیے گئے پانچ اراکین کی رپورٹ۔

خصوصی کمیٹی ۳۹ ارکان پر مشتمل تھی، جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، اراکین اور مولانا سمیع الحق شہید بھی شامل تھے، راجہ ظفر الحق اس کمیٹی کے چیئرمین تھے، کمیٹی نے تین دن کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرنا تھی۔(۱۷) چونکہ اسی خصوصی کمیٹی نے اسلامی نظریاتی کونسل کے مرتب کردہ مسودہ قانون قصاص ودیت پر غور کرنا تھا، جس کے بارے میں متعدد امور طے کیے گئے۔ خصوصی کمیٹی نے رپورٹ مرتب کر کے پیش کردی جس میں من جملہ دیگر امور کے یہ بھی طے کیا گیا کہ:

دیت کی مقدار کا اسلامی احکامات کے مطابق تعین کیا جائے، جو قرآن پاک اور سنت میں دیے گئے ہیں، شق ۲۸ (دوم) اس مسئلے کی حتمی ''تشریح'' وہ ہوگی جو وفاقی شرعی عدالت یا سپریم کورٹ کا شریعت بنچ کرے گا۔(۱۸) مزید برآں! کمیٹی اس حق میں بھی تھی، کہ مسودہ آرڈیننس کی شق ۲۸(ا) کو برقرار رکھا جائے، جس میں ۳۱[کذا]کلو چاندی یا اس کے مساوی رقم بطور دیت دینے کے لیے معقول رقم قرار دیا گیا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی سابقہ چاروں مسودات میں بھی سفارش کی گئی تھی۔(۱۹) مسودہ قانون کی شق ۲۸(۲) کے بارے میں اختلاف تھا۔ چھ خواتین اور ایک مرد پر مشتمل گروپ نے اس مسئلے پر اپنا اختلافی نوٹ پیش کیا، جس کا عنوان تھا۔'' عورت کی دیت کے بارے میں اختلافی آراء دیت میں مرد اور عورت کے مساوات پر فقہی وعملی خیالات'': رپورٹ میں موقف اختیار کیا گیا تھا، کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی نہیں بلکہ مساوی ہے۔ نوٹ میں جمہور امت کے موقف کے دلائل پر بحث کی گئی تھی، جن احادیث اور آثار صحابہ کی بنیاد پر جمہور نے موقف اختیار کیا ہے، ان کے حدیث ہونے سے انکار کیا گیا ہے، یا پھر اس بات کا سہارا لیا ہے کہ یہ احادیث ضعیف اور منقطع ہیں یا پھر یہ کہ روایات میں تضاد ہے۔ فقہاء نے نصف دیۃ المرأۃ پر اجماع صحابہ سے استدلال کیا ہے۔ رپورٹ میں اجماع کے وجود سے انکار کیا گیا ہے یا پھر اس کو اجماع سکوتی قرار دے کر مسترد کیا ہے۔ نیز یہ دلیل بھی پیش کی گئی ہے کہ چونکہ قصاص میں مرد اور عورت کا حکم ایک ہے اس لیے دیت میں بھی ایک ہونا چاہیے، وغیرہ وغیرہ، الغرض یہ بھی کہا گیا کہ یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب عورت کو دو کے مقابلے میں مساوی حیثیت حاصل نہیں ہوتی تھی، اب چونکہ زندگی کے ہر میدان میں عورت کو مساوی حیثیت مل گئی ہے، اس لیے دونوں کی دیت بھی ایک ہونی چاہیے۔ ایک عجیب اسلوب یہ اختیار کیا گیا کہ صحابہ کرام اور پوری امت کے اجماع کو تو غیر معتبر قرار دیا گیا، اور اس کے مقابلے میں دو ایسے علماء اور راویوں کے قول کا حوالہ دیا گیا، جنہوں نے پوری امت کے خلاف

قول اختیار کیا، اور جرح وتعدیل کے باب میں بھی وہ کمزور قرار دیے گئے ہیں۔ نیز ائمہ اربعہ کی رائے مسترد کردی گئی جبکہ عرب دنیا کے معاصر علماء کی رائے کو ان کے مقابلے میں پیش کیا گیا ہے۔ الغرض ہر وہ دلیل، جمہور نے جس کو اپنے موقف کے حق میں پیش کیا ہے سے انکار کیا گیا ہے، یا پھر ضعیف کہہ کر مسترد کیا گیا ہے اور یا پھر ایسی توجیہ اور تاویل کی گئی ہے، کہ اس دلیل کا مفہوم ہی بدل گیا[۴۰] رپورٹ میں پیش کیے گئے موقف کا خلاصہ حسب ذیل الفاظ میں تحریر کیا گیا: مرد اور عورت کے درمیان مساوی دیت کا ایک مضبوط معاملہ موجود ہے[۴۱]۔ اسلوب استدلال میں محل نظر بات یہ ہے کہ جمہور کے دلائل کو جس جس جہت سے کمزور یا مسترد کیا گیا ہے، انہی جہات سے اپنے موقف پر استدلال پیش کیا ہے۔ یہ مقصد صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ کسی طرح ایک اجماعی مسئلہ کو متنازع بنادیا جائے، اور جمہور کے موقف کے مطابق قانون سازی کا راستہ روک دیا جائے۔ چنانچہ پورے قانون کے خلاف جلوس بھی نکالا گیا، جس میں اسلامی احکام کے بارے میں تضحیک آمیز نعرے لگائے گئے۔

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا موقف:

مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے مجلس شوریٰ کے اندر تحریر وتقریر کے ذریعے امت کے اجماعی موقف کا دفاع کیا، مجلس شوریٰ میں کی گئی تقریر کے اہم نقاط حسب ذیل تھے:-

۱۔ اختلاف کرنے والے اراکین اور ان کی طرف سے پیش کیے گئے اختلافی نوٹ میں اختیار کیا گیا موقف حدیث کی تشریعی حیثیت واہمیت سے لاعلمی پر مبنی ہے۔ حدیث کی تشریعی حیثیت واہمیت قرآن مجید کی آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ سے ثابت ہے۔

۲۔ جدید طبقہ نے احادیث سے انصاف نہیں کیا، اپنی گفتگو اور تحریری نوٹس میں ایسی باتیں کہیں، جو انتہائی غیر مناسب ہیں، یہاں تک لکھا گیا کہ احادیث میں نہ تو حقانیت ہے اور نہ ہی پورا یقین شامل ہے۔ احادیث کے حوالے سے یہ انتہائی غیر مناسب بات ہے جس کو ماننے کے بعد ہمارے پاس دین نہیں رہے گا۔

۳۔ زیر بحث مسئلے میں پیش کیے گئے روایات اور آثار کو ضعیف کہنا حقیقت سے لاعلمی پر مبنی ہے۔

۴۔ زیر بحث مسئلے میں پیش کیا گیا موقف حضرت عمر کا فیصلہ ہے جس پر تمام صحابہ نے اجماع کیا ہے، اور ائمہ اربعہ نے اس کو بالاتفاق اختیار کیا ہے۔

۵۔ فقہ جعفری اور فقہ زیدی بھی اس مسئلے میں أہل السنة والجماعة سے متفق ہیں۔

۶۔ ابن علیہ اور ابن الاصم کے قول کی بنیاد پر صحابہ کرام اور تمام فقہاء کے قول اور اجماع کو مسترد

کیا گیا ہے، حالانکہ ان کی طرف منسوب قول انتہائی کمزور ہے اس لیے کہ ان سے یہ قول نامعلوم راویوں نے نقل کیا ہے، پھر یہ دونوں حضرات خود فقیہ نہیں ہیں، راوی ہیں، اور راوی کی حیثیت سے ان کا مقام دیگر راویوں کی نسبت فروتر ہے۔ (۴۲)

مولانا کی گفتگو کا نتیجہ ان ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ (نصف دیت) اتنا واضح قطعی اور مسلمہ ہے کہ اگر اس کو اس ایوان میں طے شدہ قرار دیا جاتا اور جو اللہ اور رسول نے فیصلہ کیا تھا، اس پر ہم سب حضرات وخواتین سر تسلیم خم کر لیتے اور اس کو کسی سپریم کورٹ کسی ادارے کے پاس مزید تفصیل کے لیے نہ بھیجتے تو اچھا ہوتا، پھر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ مسائل میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں، اس میں نہ عورتوں سے زیادتی کی گئی ہے نہ مردوں سے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا اور غیر مسلموں سب کا خالق ہے۔ آزاد اور غلام تک کے قصاص میں مساوات رکھا گیا ہے اسلام میں تو میری رائے یہ ہے کہ ہمارے معزز ارکان اس مسئلے کو بھی جس طرح اس کی تشریح قرآن میں ہے، اس طرح رکھ دیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں اس کی تفصیل تھی کہ مقدار نصف دیت ہوگی اور اس کو رکھا جائے۔ (۴۳)

قصاص ودیت قوانین کے خلاف جلوس پر تحریک

مولانا مرحوم نے مضبوط اور ٹھوس علمی بنیادوں پر قصاص ودیت قوانین کے دفاع کے ساتھ ساتھ دیگر ذرائع بھی استعمال کیے، چنانچہ ۱۱/اپریل ۱۹۸۴ء کو خواتین تنظیموں کی طرف سے مجوزہ اسلامی قانون قصاص ودیت کے خلاف لاہور میں جلوس نکالا گیا جس میں قصاص ودیت سمیت اسلامی عبادات کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا مرحوم نے تو حسب ذیل تحریک التواء پیش کر دی۔

اسلامی قوانین دیت وقصاص اور عبادات کے خلاف خواتین کا جلوس اور شرم ناک تضحیک

میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے فوری نوعیت کے ذیلی معاملہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آج بارہ اپریل ۱۹۸۴ء کے اخبارات میں آیا ہے کہ خواتین کی مختلف تنظیموں نے مجوزہ اسلامی قانون قصاص ودیت کے خلاف لاہور میں جلوس نکالا۔ انہوں نے جو بینر اٹھائے تھے ان پر صرف قانون دیت وقصاص کی نہیں بلکہ نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے قطعی اسلامی عبادات کی تضحیک کی گئی تھی (نماز، روزے، زکوٰۃ) [کذا] پھر خواتین نے ان قوانین کے بارے میں قوانین نامنظور کے نعرے بھی لگائے۔ یہ مظاہرے پاکستان کی ملت مسلمہ بلکہ پورے عالم اسلام کے خلاف ایک شرم ناک اقدام ہے، جس سے پاکستان کے کروڑوں شہریوں کے دل مجروح ہو گئے ہیں، اور یہ اسلامی نظام کے نفاذ کے ان

اقدامات کے خلاف بھی صریح بغاوت ہے جس کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے قیام پاکستان کے وقت قربانیاں دی تھیں اور جس کی خاطر ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفٰی میں پاکستان کے مسلمانوں نے لاہور کی انہی سڑکوں کو اپنے خون سے لالہ زار بنا دیا تھا۔ اس مظاہرے سے پاکستان کے ان کروڑوں خواتین کی بھی توہین ہوئی ہے جو اسلام سے وابستہ اور نفاذ اسلام کیلئے ہر طرح کی قربانیوں دینے کے لیے تیار رہتی ہیں۔

والسلام سمیع الحق ۸۴/۷/۱۲ (۴۴)

الغرض آپ نے مجلس شوریٰ میں اس مسئلے، جس کو غیر ضروری طور پر متنازع بنایا گیا تھا، میں واضح اور دوٹوک موقف اختیار کیا اور جمہور امت کے موقف جو اسلامی نظریاتی کونسل کی مسودہ میں شامل تھا، کا بھرپور دفاع کیا۔

خلاصہ بحث

بحث کا خلاصہ حسب ذیل نقاط میں ملاحظہ ہو:

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل ملک عزیز کا ایک آئینی ادارہ ہے جس کا فرض منصبی یہ ہے کہ آئینی تقاضوں کے مطابق قانون سازی کے عمل میں قرآن وسنت کے منضبط احکام کی شمولیت کو یقینی بنائے۔

۲۔ کونسل نے اپنے اس فرض منصبی کو نبھاتے ہوئے متعدد دیگر مسودات قانون کے ساتھ قانون قصاص ودیت آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی تسوید کی، اور وزارت قانون کی مشاورت سے حتمی مسودہ کو مجلس شوریٰ میں بحث کے لیے مرتب کیا۔

۳۔ کونسل کے مسودہ قانون قصاص ودیت کی دفعہ ۲۸(۲) میں جمہور امت کے موقف کے مطابق عورت کی دیت کو مرد کی دیت سے نصف قرار دیا تھا۔

۴۔ مجلس شوریٰ میں جدید طبقہ فکر کے نمائندوں نے کونسل کے مسودہ کی اس شق سے شدید اختلاف کیا۔ جبکہ علماء نے اس شق کے حق میں موقف اپناتے ہوئے تحریری وتقریری دلائل پیش کیے۔

۵۔ مولانا سمیع الحق شہید نے کونسل کے مسودہ میں اپنائے گئے جمہور امت کے موقف کی مکمل تائید کی اور بھرپور انداز میں دلائل پیش کیے۔

۶۔ عددی اکثریت اور لبرل طبقے کے دباؤ کی بنیاد پر دفعہ ۲۸(۲) کو خارج کر دیا گیا، اب قانون لحاظ سے مرد اور عورت کی دیت میں کوئی فرق نہیں۔

نتائج وتجاویز

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے ہمیشہ اپنا آئینی فرض منصبی پورا کیا اور آئین کی روح کے مطابق قرآن وسنت کے منضبط احکام کی روشنی میں سفارشات اور مسودات قانون مرتب کیے۔

۲۔ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ جیسے محقق علماء نے کونسل کی سفارشات کی تائید کی، اور دلائل کی بنیاد پر اسلامی احکام کے مطابق قانون سازی میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کو ممکن بنانے کے لیے قانون ساز اداروں میں ماہرین شریعت، علماء اور اسلام پسندوں کی رسائی، شمولیت اور بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے معاشرے کے تمام طبقات کو کردار ادا کرنا چاہیے۔

۴۔ قصاص ودیت سمیت دیگر اسلامی قوانین پر انکی روح کے مطابق عمل کر کے انصاف فراہم کرنا چاہیے۔

حواشی

(۱) اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ، ۱۴-۲۰۱۳ (مئی ۲۰۱۵ء) ص، ۳-تا-۶

(۲) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور دفعہ ۲، (فیڈرل لاء ہاؤس، لاہور)، ص، ۳

(۳) آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ باب نہم دفعہ ۲۲۷-تا-۲۳۱)

(۴) اسلامی نظریاتی کونسل، مسودہ قانون قصاص ودیت (مئی ۱۹۸۱ء) ص ii,i

(۵) اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۷۹-۱۹۷۸ء، ۹۹-۱۳۹۸ھ (جنوری ۱۹۸۰ء) ص ۱۵ اور ص ۷۷

(۶) اسلامی نظریاتی کونسل، مسودہ قانون قصاص ودیت (اردو ترجمہ) (مئی ۱۹۸۱ء) ص ۴۸۔

(۷) اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ ۷۹-۱۹۷۸ء (جنوری ۱۹۸۰ء) ص ۳۸

(۸) (Council of Islamic Ideology, draft ordinance relating to the Law of Gisas and Diyat (June, 1981, Page 22)

(۹) اسلامی نظریاتی کونسل، مسودہ قانون قصاص ودیت (اردو ترجمہ) (مئی ۱۹۸۱ء، ص ۱۴

(۱۰) المرغینانی، ابوالحسن برهان الدین، الهدایه فی شرح بدایة المبتدی، (بیروت، داراحیاء التراث العربی، سن طبع ندارد) جلد ۴، ص ۴۶۰

(۱۱) مجموعہ تعزیرات پاکستان، مع، اسلامی حدود وقوانین ۱۹۷۹ء (لاہور، عمران لاء بک ہاؤس ۲۰۱۴ء) ص ۴۰۵۔

(۱۲) اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۸۴-۱۹۸۳ء (مئی ۱۹۸۴ء) ص، ۱۳۲، ۱۳۳

(۱۳) اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۸۴-۱۹۸۳ء (مئی ۱۹۸۴ء) ص ۱۳۲، ۱۳۳

(۱۴) مدنی، محمد اسرار، نفاذ اسلام کی جدوجہد دستوری ترامیم- تاریخی دستاویز (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۳۸، ۳۹

(۱۵) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) صفحات ۳۴-تا-۴۲

(۱۶) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۴۶ (۱۷) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۲۳۳

(۱۸) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ۲۳۷ (۱۹) نفاذ اسلام جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۲۴۰

(۲۰) تفصیلی رپورٹ کے لیے دیکھئے نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۲۴۴-تا-۲۵۷

(۲۱) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ۲۵۷

(۲۲) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۲۵۸-تا-۲۶۲

(۲۳) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ص ۲۶۲-۲۶۳ (۲۴) نفاذ اسلام کی جدوجہد (مارچ ۲۰۱۹ء) ۵۴۲

مولانا محمد اکرام القادری
سابق مدیر ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت' اہلِ حق کی قربانیوں کا تسلسل

''حضرت مولانا محمد اکرام القادری' ادیب وشاعر نعت گو اور ادبی حوالے سے علمی اور مطالعاتی جانی پہچانی اور محبوب شخصیت ہیں، علماءِ دیوبند کے عاشق اور تحفظ ناموسِ رسالت کے جان سپار اور دیوبند کے مسلکِ اعتدال کے فروغ کے حوالے سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے وفادار ہیں، نظم لکھیں تو لاجواب، نثر لکھیں تو وہ بھی بے مثال، ہفت روزہ ترجمانِ اسلام کے مدیر رہے جوانی کی رعنائیاں عروج پر تھیں، اس زمانے کی تحریریں اور شاعرانہ کلام میں آج بھی وہی تازگی ہے جو لکھتے وقت موجود تھی، تازہ ترین وقیع مقالہ کے لفظ لفظ سے مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے محبت' اخلاص اور للّٰہیت کے جذبات جھلکتے ہیں''۔ (ادارہ)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مجاہدِ ملت، کوہِ استقامت حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدۂ کی المناک، دردناک، کرب ناک اور اندوہناک، شہادت کے بعد طبیعت پر عجیب وغریب پژمردگی چھائی ہوئی ہے، دل کی طرف دیکھتا ہوں تو سوائے غنودگی کے کچھ نظر نہیں آتا اپنا خیال تو یہ تھا کہ چند روز گذرنے کے بعد طبیعت ٹھکانے پر آئے گی تو حضرت شہید ناموسِ رسالت ﷺ کے بارے میں اپنے منتشر اور مضطرب جذبات واحساسات حوالۂ قرطاس وقلم کروں گا لیکن بعض ہم نشیں محبّ ومحبوب منہ زور احباب کے کہنے پر اور حضرت اقدس گرامی منزلت حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کے حکم پر طبیعت پر جبر کرتے ہوئے کاغذ سامنے رکھا اور قلم ہاتھ میں لے کر بیٹھا ہوں اور توسنِ طبع اپنی ڈگر سے سرِ مو انحراف کیلئے تیار نہیں۔

اہلِ حق کی شہادت کا تسلسل

اس وقت بار بار ذہن کے اُفق پر یہ خیال سایہ فگن ہے کہ ایک ضعیف العمر پیر کہن سال کو جس کی تمام عمر بچپن، لڑکپن، جوانی، ادھیڑ عمری اور پیرانہ سالی کا ایک ایک لمحہ قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضاؤں اور صداؤں میں گذرا ہو، سفاک قاتلوں نے کس قدر شرم ناک، بہیمیت ودرندگی اور سفاکی کا مظاہرہ کیا۔ اپنے گھر پر تنہا بے یارومددگار اُمت مسلمہ کے خیر خواہ کو چھریوں اور چاقوؤں سے ذبح کردیا گیا۔ یہ

درندے قانون کی گرفت سے بچ سکتے ہیں یا بچائے جاسکتے ہیں لیکن خدائی گرفت سے نہیں بچ سکتے اللہ کی پکڑ بہت شدید ہے ۔اپنے آپ کو تسلی دینے کیلئے جب تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالتا ہوں تو حق وباطل، غلط اور صحیح، جھوٹ اور سچ کے یہ معرکہ ہائے دلدوز اور جگر سوز جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ خیر القرون کے دور میں قصر خلافت راشدہ کے تین ستون گرانے والوں نے کس بے جگری قساوت قلبی اور بہیمیت کا مظاہرہ کیا۔حضرت فاروق اعظمؓ عمر بن خطاب جو اُمت مسلمہ ہی نہیں پوری انسانیت کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے انہیں خلعت شہادت سے سرفراز کرنے والا ایک مجوسی ہے جو مسجد نبوی کے محراب میں چھپا ہوا تھا نماز کے دوران حضرت فاروق اعظمؓ پر پے در پے وار کیئے، آپؓ زخموں کی تاب نہ لاکر تیسرے دن واصل بحق ہو گئے۔

ایک عجیب مماثلت

بائیس لاکھ مربع میل میں پھیلی ہوئی سلطنت کبریٰ کے سربراہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ کی شہادت گھر کی چاردیواری میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے کس ظلم وجبر کے ساتھ گھر کی دیواریں پھاند کر ہوئی۔جس کے دفاع میں ان کی زوجہ محترمہ کی انگلیاں کٹ گئیں یہ سیاہ ترین اوراق بھی تاریخ کے دامن میں محفوظ ہیں۔کتنی بڑی اور کیسی عظیم مماثلت ہے حضرت عثمان غنیؓ کی عمر بھی بیاسی سال تھی اور حضرت مولانا سمیع الحقؒ بھی عمر کے اسی حصے میں تھے۔حضرت عثمان غنیؓ بھی اپنے گھر کی چاردیواری میں شہید کیئے گئے اور حضرت مولانا سمیع الحقؒ بھی، حضرت عثمان ذوالنورینؓ بھی شہادت سے قبل خدا کے کلام کی تلاوت میں مشغول تھے اور حضرت مولانا سمیع الحقؒ بھی خداو رسول کا پیغام عوام تک پہنچا کر گھر آئے تھے کہ بے رحم قاتلوں نے آپ کی خلوت گاہ کو قتل گاہ میں تبدیل کردیا ع خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خلافت راشدہ کے چوتھے فرماں روا حضرت علی المرتضیٰؓ کو بھی مسجد کے دروازے پر ایک خارجی نے خاک وخون میں غلطیدن کر کے اپنے جگر کی آگ بجھائی۔نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، لخت جگر حضرت علیؓ وحضرت بتولؓ حضرت امام حسینؓ اور ان کے خاندان ذی شان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی امر مخفی نہیں۔کربلا کے میدان میں ظلم وستم اور قتل وغارت کا بازار سجانے والے بھی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے ہی تھے۔حضرت امام حسینؓ اور ان کے خاندان کو اس بے دردی سے شہید کرنے کے بارے میں پوچھنے والے پوچھتے، اور سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس جبر واستبداد کی وجہ صرف اور صرف ریاست کی رٹ تھی اس رٹ کو برقرار رکھنا ریاست کے گورنر کیلئے خاندان رسالتؐ کے قتل کرنے سے زیادہ اہم اور برتر تھا۔ جبکہ حضرت امام حسینؓ ریاست کا تختہ الٹنے نہیں آئے تھے حضرتؓ عوام کی طلب پر ریاستی کارپردازوں کو متنبہ کرنے آئے تھے جو ریاست کے چوہدری برداشت نہیں کرسکتے اور کشتوں کے پشتے لگادیئے بچوں کو چھوڑا

نہ جوانوں کو، نہ بوڑھوں کو۔ ہر حال میں ریاست کی فرضی رٹ کو بحال کیا۔ ہر دور میں یہی صورت حال رہی اور اہل حق کو ہمیشہ اپنے خون کا نذرانہ دینا پڑا۔ آج کے چوہدری بھی یہی راگ الاپ رہے ہیں۔

تاریخ کے جھروکوں سے

قارئین کرام! یقین کریں اب طبیعت میں گرانی کی جگہ گداز نے لے لی ہے مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ اسی شہید حقؒ کی کرامت ہے جن کے بارے میں لکھنے سے قبل اشہب خامہ پیرمل رہا تھا۔ اب بگٹٹ ہو گیا ہے۔ تاریخ میں اپنے دریچے کھول کر سامنے آنا چاہتی ہے لیکن...... ع وسعت دل تو بہت وسعتِ صحرا کم ہے

قارئین! اسی ریاستی رٹ کے ایک اور علمبردار کا مختصر تذکرہ کرنے دیجئے اموی دورِ خلافت میں عبدالملک بن مروان کی حاکمیت اعلیٰ میں عراق کے معروف گورنر حجاج بن یوسف سے اہل علم واقف ہیں کہ اس شخص نے اپنے دور جبر وقہر اور استبداد واذیت رسانی میں کیسے کیسے کارہائے ظلم وستم انجام دیئے۔ اس شخص نے حکومت کے استحکام واستبداد کو ریاست کی رٹ کا نام دے کر کتنے اہل حق اصحابِ حریت وعزیمت کو صرف سزائیں ہی نہیں دی بلکہ تختۂ دار کو ان کا آخری ٹھکانہ قرار دیا۔

امام حریت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کون ناواقف ہے وہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کے لخت جگر، حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہادر پھوپھی زاد بھائی فردِ عشرۂ مبشرہ حضرت زبیرؓ کے صاحبزادے تھے۔ حکومت کی رٹ قائم کرنے کے لئے انہیں تختۂ دار پھر لٹکایا گیا چند روز انکا جسد مبارک ایسے ہی لٹکا رہا۔ مقصد یہ تھا کہ اہل حق خوف زدہ ہو کر اعلان حق کرنا چھوڑ دیں۔ لیکن اس واقع کو چودہ صدیاں گذر گئیں مگر ریاست کے نام پر استبداد کے علمبردار بھی موجود ہیں اور گویانِ حق وشہباز حریت بھی۔ ناکامی وخسران کس کا مقدر ٹھہرا، دنیا جانتی ہے۔ "الحق یعلو ولا یُعلیٰ" (حق غالب رہتا ہے مغلوب نہیں) علامہ اقبالؒ نے خوب عکاسی کی ہے ......

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

حقیقت یہی ہے۔ ازل سے تا امروز یہی ہوتا آرہا ہے جس کا ذکر شاعر مشرق نے کیا ہے طوالت کے خوف سے راقم بنی اُمیہ بنی عباس، فاطمیوں اور عثمانیوں کے دور کا تفصیلی تذکرہ نہیں کرنا چاہتا۔ جاننے والے جانتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کا جنازہ جیل سے کیوں برآمد ہوا؟ مامون الرشید، معتصم باللہ اور واثق باللہ جیسے تین جابر حکمرانوں نے امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے کیوں لگوائے؟ جرم کیا تھا؟ صرف یہ کہ خلقِ قرآن کے مسئلہ پر اعلان حق اور اظہار حق، اس تمام تر ظلم وستم کے باوجود حکومت اپنی رِٹ برقرار نہ رکھ سکی۔ بالآخر واثق باللہ کو امام احمد بن حنبلؒ کے قدموں میں آکر ڈھیر ہونا پڑا، امام حق کے سامنے اشرفیوں کا ڈھیر لگایا، آپ نے اسے

مٹی کے ڈھیر سے زیادہ اہمیت نہ دی آپ نہ مرعوب ہوئے نہ مغلوب............

دارا وسکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللّٰہی

برصغیر میں اہلِ حق کی سرگزشت

برصغیر میں اہل حق کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ کمپنی بہادر کی حکومت سے لے کر فرنگی سامراج کے دوصد سالہ دور اقتدار تک اہل حق اور اہل دل کے ساتھ وہ کچھ ہوا جسے دیکھنے والے نہیں، پڑھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اعصاب جواب دینے لگتے ہیں بیان نہیں کرسکتا، اس لئے کہ نہ لکھنے والے میں دم ہے نا پڑھنے والے میں ہمت۔ لکھنے والوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بڑے دل گردے کے ساتھ واقعات لکھے ہیں اس سلسلے میں مولانا غلام رسول مہر اور مولانا ابوالحسن ندویؒ کی کتابیں ضرور مطالعہ کریں۔

جنگ آزادی کو غدر کا نام دینے والے نام نہاد مسلمان اس دور میں بھی تھے اور توہین رسالت کے مجرموں کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو شرپسند اور مفسدین فی الارض کہنے والے آج بھی ہیں ۔ سیکولر ازم کے پرستار لبرل ازم کے دلدادہ اور آزاد خیالی کے رسیا سارے جمع ہوجائیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ۔ انکا راستہ نہیں روک سکتے ۔ عارضی طور پر اُتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں لیکن آخری فتح اہل حق ہی کی ہوتی ہے اہل حق کیلئے شہادت کی موت تو زندگی کا دوسرا نام ہے وہ عالم شہود میں ہوں یا معدوم میں انکے نقوش پا مہر وماہ کی تابانیوں کو شرماتے رہتے ہیں ان کے جلائے ہوئے چراغ بجھتے نہیں مزید چراغوں کو روشن کرتے ہیں۔ آج بھی روشن ہیں اور تا ابد روشن رہیں گے............

از صد سخن پیرم یک نکتہ مرا یاد است عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

کئی چراغ روشن کردیئے

شہید ناموسِ رسالت حضرت مولانا سمیع الحقؒ نے تو اتنے چراغوں کو لَو دی ہے کہ شمار نہیں کیا جاسکتا، ملک اور بیرون ملک یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیام قیامت چلتا رہے گا اسکی برکت سے حضرت کی قبر انور تا صبح ازل منور و درخشاں رہے گی ان شاء اللہ! اللہ کریم سے دعا ہے کہ ان کی اولاد احفاد بھی حضرت کے نقوش کو حرزِ جاں بنا کر انکے عظیم مشن کی تکمیل کریں جس کیلئے انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا......

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!

جی تو یہ چاہتا ہے کہ شہید حق حضرت مولانا سمیع الحقؒ کے اسلاف نامدار، بالاکوٹ کے شہیدوں کا ذکر جمیل کروں، جزیرۂ مالٹا کے اسیروں کا تذکرۂ خیر لکھوں، شاملی کے مجاہدوں کے کارہائے جلیلہ کے احوال وواقعات سناؤں

مگر ڈر وہی کہ کہیں توسنِ طبع غزل کی روش پر نہ چل نکلے اور میرے لئے باگیں تھامنا مشکل ہوجائے ،جبکہ اک راہ نوردِشوق کے لئے منزل قبول کرتا اور لیلیٰ کی ہمنشینی کے باوجود محمل نشیں ہونا بھی روانہیں ......

تو راہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول　　　لیلیٰ بھی ہمنشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

جامع الصفات شخصیت

بہر حال شہید ناموسِ رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحقؒ ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور ہر میدان کے شہہ سوار تھے ، تدریس ،تحقیق ،تحریر ،تقریر ، جہاد اور سیاست حضرت کے من پسند مشاغل تھے اور یہ تمام چیزیں دین اسلام کے تابع تھیں مولانا کی شب وروز کے مساعیٔ جمیلہ اور جہدِ مسلسل کا مقصدِ وحید ہی اسلام کی سربلندی ،سرفرازی اور اسلام کے نام پر حاصل کی ہوئی مملکتِ خداداد میں اسلام کے نظام عدل کا نفاذ تھا۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ عمر کے جس دور سے گذر رہے تھے اس کا تقاضا آرام ، راحت اور اپنے لئے سہولتیں فراہم کرنا تھا مگر حضرت مولانا کے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی وہ تا دمِ شہادت ہر دم رواں بلکہ ہر دم جواں رہے۔ مولانا کی مثبت سوچ ،تحریک انگیز فکر جذبات خیز ولولوں اور تگ و دو کا مطمع نظر کیا تھا؟ سنئے !! ......　آج ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا　　　آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

حضرت مولانا نظری معاملات میں غور وفکر کے بعد جس چیز کو صحیح سمجھتے اس پر عمل کرتے ، مولانا مصالحت تو چاہتے تھے مگر وہ بھی اپنے فکر ونظر کے مطابق لیکن مصلحت کے وہ روادار نہیں تھے افغانستان کے طالبان کے معاملے میں وہ اپنے موقف پر ہمیشہ قائم رہے حالات میں اُتار چڑھاؤ آتے رہے معاملات میں تبدیلی آتی رہی مگر انہوں نے اپنی رائے نہیں بدلی اس حوالے سے انہیں بہت ساری صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں لیکن وہ اپنی ڈگر پر آخری دم تک قائم رہے۔......

انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے　　　انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

غائبانہ تعارف وتعلق

شہید حق حضرت مولانا سمیع الحق سے راقم کا غائبانہ تعلق تو ماہنامہ الحق کی وساطت سے ۱۹۷۲ء سے تھا یہ پچپن سال پہلے کی بات ہے ظاہر ہے یہ حضرت مولانا کی جوانی کا دور تھا ، راقم پورے ذوق وشوق کے ساتھ مولانا کے خامۂ عنبر شامہ بلکہ کلکِ برق بار سے لکھے ہوئے ماہنامہ الحق کے اداریے پڑھتا اور دیگر احباب کو بھی جوش وخروش سے سناتا۔ اس طرح ہر ماہ مولانا سے باقاعدہ غائبانہ ملاقات ہوئی رہتی۔

۱۹۷۴ء کے آواخر میں راقم ہفت روز ترجمان اسلام کے مدیر کی حیثیت سے لاہور آگیا تو ماہ بہ ماہ غائبانہ وصل کی بجائے مشافہانہ وصل کا آغاز ہوگیا۔ مولانا جمعیۃ علماءِ اسلام کے پروگراموں میں شرکت

کیلئے تشریف لاتے تو ترجمان اسلام لاہور کے دفتر میں بھی ضرور تشریف لاتے۔ اکثر حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحبؒ راولپنڈی والے آپ کے ہمراہ ہوتے۔کوئی مضمون دیتے یا رسالے کے بارے میں کوئی مشورہ دیتے ان دنوں اہل تشیع کے نصاب کی علیحدگی کی بات ملک میں چل رہی تھی اس موضوع پر حضرت مولانا نے قسط وار مسلسل لکھا جو ترجمان اسلام میں چھپتا رہا کبھی ڈاک کے ذریعے ارسال کرتے اور ہدایات سے بھی نوازتے، چائے کیلئے عرض کرتا تو اپنی بے پناہ مصروفیت کا اظہار کرتے۔حضرت شیخ الحدیثؒ کی قومی اسمبلی میں کی گئی تقریریں اور بیانات ترجمان اسلام کے لئے باقاعدگی سے ارسال کرتے، جو آج بھی ترجمان اسلام کے صفحات میں محفوظ ہیں۔

جمعیۃ علماءِ اسلام میں تفریق اور میرے لاہور سے ۱۹۸۵ء میں چلے جانے کے بعد ملاقاتوں کا تسلسل ختم ہو گیا حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے جنازے سے قبل دین پور شریف کے کمرے میں مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق تشریف فرما تھے راقم بھی ان حضرات کے ساتھ ہی بیٹھا تھا مولانا سمیع الحق نے میری طرف غور سے دیکھا تو مولانا فضل الرحمٰن نے فرمایا: اکرام القادری ہیں، عجیب محبت بھرے انداز میں فرمانے لگے بہت دنوں بعد نظر آئے۔

آخری ملاقات وگفتگو

آخری ملاقات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقد کردہ دارالعلوم دیوبند کی ڈیڑھ صد سالہ تاسیس کی یادگار کے طور پر تاروجبہ پشاور کے اجتماع کے اختتام پر راقم اور جناب محمد فاروق قریشی، ڈائریکٹر مفتی محمود اکیڈمی پاکستان اجتماع سے باہر آئے تو حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور حضرت قاری سعید الرحمٰن صاحبؒ پر اچانک نظر پڑی۔ ان حضرات نے بھی ہمیں دیکھ کر ہماری ہی جانب قدم اُٹھائے مصافحہ کے بعد حضرت قاری سعید الرحمٰن صاحبؒ نے ارشاد فرمایا، ایک رات ہمارے یہاں ٹھہریں۔ میرے جواب سے پہلے حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا قریب تو ہم ہیں یعنی اکوڑہ خٹک پہلے ہے اور راولپنڈی بعد میں۔ راقم نے عرض کیا حضرت ہم قیدی ہیں، مولانا مفتی جمیل خان صاحب نے ہمیں اپنی تحویل میں لیا ہوا ہے ان کی خواہش ہے کہ ہم ایک رات پشاور قیام کریں دوسرے روز تیز گام سے روانہ ہوں۔ اس کے بعد ہم معانقہ ومصافحہ اور مسکراہٹوں کے تبادلے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ یہ تھی حضرت سے آخری ملاقات، لکھنے کو تو حضرت سے بہت سے یادیں وابستہ ہیں لیکن دامانِ نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار کی کیفیت سے دوچار ہوں۔

آخر میں غالب کا ایک مصرعہ عام طور پر لکھا جاتا ہے راقم پورا شعر لکھ کر حالات کی نذر کرتا ہے ......

یہ لاش بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے   حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن *

اسلام اور مغربی دنیا کے چیلنج

مغربی ممالک کی طرف سے عقلی سطح پر جو اسلام کو چیلنجز دیئے گئے ہیں اگر ہم اس پہلو پر گفتگو کریں تو ہمارے لئے یہ انتہائی ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم ادراک وشعور کی تلوار سے کام لیں تاکہ ان بتوں کو توڑا جاسکے جو آج دنیا کے اسٹیج پر ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہیں۔ آج عالمِ اسلام میں جس بات کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ جدید دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے اس کا نہ تو تفصیلی علم اسے ہے اور نہ ہی اسکے بارے میں تنقیدی شعور ہی ہے۔ اس تنقیدی شعور کے بغیر مغرب سے نبرد آزما ہونے کیلئے کوئی سنجیدہ کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔

اسلام مکمل نظام حیات ہے

جدید نقطۂ نظر رکھنے والے مسلمانوں کی یہ کوشش کہ اسلام کو مغربی اشتراکیت یا فلسفۂ ارتقاء یا اسی طرح دوسرے کسی بھی نظریہ سے ہم آہنگ کردیا جائے یہ کوشش اپنی ابتداء میں ناکام ہوجاتی ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس نظریہ کا تفصیلی تجزیہ وتنقید اسلامی معیار کی کوشش میں کرتے ہی نہیں، اسکے علاوہ وہ اسلام کو مکمل نظامِ حیات کے بجائے زندگی کا صرف ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ آج کے بدلتے ہوئے فیشن کے مطابق اسلام کو کبھی اسلامی سوشلزم اور کبھی مغربی ازم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس قسم کا طرزِ فکر انتہائی لغو، لچر اور بدنیتی ہے کیونکہ جو بھی اسلام کی اکملیت سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اسلام اپنے آپ کو کبھی بھی ترمیم شدہ ضابطۂ حیات کی سطح پر نہیں آنے دیگا اور نہ ہی کسی ایسے ملکیتِ فکر کے ساتھ خود کو وابستہ کریگا جو اس سے میل نہیں کھاتا۔

مسلم جدیدیت پسندوں کا معذرت خوانہ رویہ

ان تجدد پسند مسلمانوں نے مغرب کے بدلتے ہوئے مروجہ خیالات ونظریات کے بارے

---

* شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

میں مدافعانہ اورمعذرتی انداز اختیار کیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان میں تنقیدی شعور کا فقدان اورنکتہ رسی کی کمی ہے۔وہ یا توسطحی کمزوریوں پر تنقید کرتے ہیں یا پھر کی ہوئی تنقید کوہی دہراتے ہیں مگر ان میں سے کوئی اتنا جرأت مند نہیں جو اس دور کی فریب کاریوں پرتنقید کر سکے۔اسلامی دنیا میں ایسے اشخاص کی بے حد کمی ہے، جوعقل وادراک کی تلوار سے مغرب کے ان تمام بنیادی چیلنجز کا جواب دے سکیں جو چیلنجز مسلسل اسلام کو درپیش ہیں۔اس کا کوئی سبب نظر نہیں آتا کہ مسلمانوں میں ایک ایسا دانش ور طبقہ نہ ابھرے جو اسلام کے دائمی وابدی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید انسان اوراس کی تباہ کن موجودہ حالت پر(جس سے آج وہ دوچار رہے)،معروضی تنقید کر سکے،اگر غور کیا جائے تو اسلامی دنیا میں مذہبی، عقلی اور فلسفیانہ افکار کی نمائندگی کرنے والے دومخصوص گروہ ہیں۔

مغربی افکار کا ردعمل

ایک علماء ودیگر مذہبی رہنماؤں کا گروہ دوسرا تجدد پسند مسلمانوں (مسلم ماڈرنسٹ) کا۔اب موجودہ دور میں ایک تیسرا گروہ بھی آہستہ آہستہ ابھر کر سامنے آرہا ہے، جوعلماء ہی کی طرح روایت پسند ہے یعنی مذہب سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتا ہے۔ساتھ ساتھ عصرِ جدید سے بھی واقف ہے، جہاں تک علماء اور دیگر روایتی روحانی پیشواؤں کا گروہ ہے۔وہ جدید دنیااور اسکے مسائل وپیچیدگیوں سے کماحقہ واقف نہیں۔مگر وہ اسلامی روایت کا نگہبان اورمحافظ ضرور ہے۔جہاں تک دوسرے گروہ کا تعلق ہے وہ یا تو مغربی درسگاہوں کی پیداوار ہے یا اسلامی دنیا میں مغربی طرز کی یونیورسٹیوں میں اسکی تعلیم ہوئی ہے۔ان دونوں میں یہ قدرِ مشترک ہے کہ وہ مغربی افکار کوسراہتے ہیں اوراسلام کے بارے میں احساس کمتری کا شکار ہیں۔اسی احساس کمتری کیوجہ سے بہت سے مسلمانوں نے تجدد پسندی کی راہ اختیار کی ہے۔یہی سب سے بڑا وہ مرض ہے جو اسلامی دنیا کولاحق ہے،افسوس یہ ہے کہ اس مرض میں مبتلا ہونے والے وہ اشخاص ہیں جو مغرب کے چیلنج کے مقابلے کے اہل ہوسکتے ہیں۔اس لئے مغرب اور اسلام سے گفتگو کرتے وقت اس ذہنیت کو نظر میں رکھنا ہوگا جو جدید طرز کی درسگاہوں کی دین ہے۔یہی وہ ذہنیت ہے جس نے مغرب اوراسلام سے متعلق پچھلی صدی کے دوران اسلامی تصانیف میں معذرتی انداز اختیار کیا ہے۔

تجدد پسندوں کی معذرت خواہانہ باتیں

اس عذرخواہانہ اورتجدد پسندانہ ذہنیت نے مغرب اوراسلام سے متعلق مغرب کے چیلنج کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔وہ یہ ہے کہ یورپ میں جو کچھ ہورہا ہے وہ عین اسلام ہے۔جو باتیں

اسلامی طرزِ فکر کیساتھ ہیں مگر یورپ میں ان پر عمل نہیں ہوتا ہے ان کو قطعی طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ یا ان کا ذکر بالکل غیر ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں صفائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کو اس لئے نہیں سراہا جاتا ہے کہ وہ صحیح اور مسلم ہیں بلکہ ان کی تائید صرف اسلئے حاصل ہے کہ مغرب نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ ایسی ظاہری اور آسان مدافعانہ صفات کو تسلیم کرنے کے بعد عذرخواں مغرب کے چیلنج سے صاف بچ نکلتے ہیں۔ حریف کو مطمئن کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جہاں عملِ جراحی کی ضرورت ہو وہاں نشتر ہونا چاہئے جو زہریلے حصے کو فوراً کاٹ دے۔ جہاں غلط باتوں سے مذہبی صداقت پر زد پڑتی ہے۔ وہاں تنقید کی تیر دھار سے ہی کام چل سکتا ہے۔ کوئی بھی شخص غلط باتوں کو سکون سے سن کر یا ان سے سمجھوتہ کر کے ان کے لفظی اثر کو ختم نہیں کرسکتا ہے۔ اسی ذہنیت اور رویے نے صورتِ حال کو اور بھی خراب کر دیا ہے۔ انہی تجدد پسند مسلمانوں میں بہت سے ایسے ہیں جن کے نزدیک اسلام کا صحیح مفہوم وہی ہے، جس کی راہ مغرب نے دکھائی ہے۔ اگر مغرب میں فلسفۂ ارتقاء کا زور ہے تو اسلام بھی اسی فلسفے کی تبلیغ کرتا ہے اور اگر آج مغرب میں اشتراکیت کا فیشن ہے تو اسلام کی صحیح تعلیم کی بنیاد اشتراکیت پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ قانون کی دنیا میں ایسے قوانین سے پوری پوری مدد لی جاتی ہے۔ جو غیر اسلامی ہی نہیں بلکہ مخالف اسلام بھی ہے یہ گروہ جو مغرب کی ہمسری میں اپنا سودا کرنے کیلئے بخوشی تیار ہو گیا ہے۔ یکا یک اپنی آنکھوں سے خود مغربی تہذیب کی تباہی کا ناقابلِ یقین منظر دیکھ رہا ہے۔ یہ گروہ مغرب کے نظامِ اقدار کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور ساتھ ہی ان مغربی حضرات پر بے انتہا طیش کھاتا ہے جو عصرِ جدید پر تنقید کرتے ہیں۔ اسکے باوجود کہ جدید دنیا کے حالات کافی حد تک سنگین ہیں اور ان کو درست کرنے کیلئے اب بھی بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ فارسی کی ایک مشہور مثل ہے کہ (جب تک پودے کی جڑ پانی میں ہے اسکی نشوونما کی امید باقی ہے) صحیح کام کرنے کے احکامات ہمیشہ ہی رہتے ہیں جب ایمان سلامت ہے تو مایوسی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اسلامی اور عصری علمیت سے واقفیت

آج بھی اگر عالمِ اسلام میں ایسا دانشور طبقہ منظرِ عام پر آئے جو بیک وقت اسلام سے گہری وابستگی رکھتا ہو اور ساتھ ہی وہ عصرِ جدید سے کماحقہ واقف ہو تو مغرب کے چیلنج کا جواب مؤثر انداز میں دیا جا سکتا ہے اور اسلامی روایت کو فالج زدگی سے محفوظ رکھا جاستا ہے اتنا یاد رکھنا کافی ہے کہ اب بھی اسلامی تہذیب و ثقافت ایک زندہ حقیقت ہے اور مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت اسی یقین کی بدولت زندہ رہتی ہے اور مرتی ہے۔ انڈونیشیا سے لیکر مراکش تک مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت کیلئے

اسلامی تہذیب عہدِ ماضی کی چیز نہیں ہے بلکہ ایک زندہ اور پابند حقیقت ہے ایسے لوگ جو اسلام کو صرف ماضی کی یادگار سمجھتے ہیں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

عقلیت پرستوں کا عقلی ماخذ سے جواب

مغرب نے اسلام کو جو چیلنجز دیئے ہیں ان کے سلسلے میں ان چند نظریات کی مثال لینا ضروری ہوگی جو آج کی دنیا میں عام ہیں اور جنہوں نے عالمِ اسلام کی تہذیب و مذہبی زندگی کو متاثر کیا ہے۔ بحث کا آغاز اشتراکیت سے لیتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے کئی حصوں میں آج اشتراکیت کے حامیوں کے پیشِ نظر دراصل معاشرے سے متعلق چند موجودہ مسائل ہیں۔ جن کے حل کے وہ متلاشی ہیں، ورنہ ان میں سے کتنے ہیں جو اشتراکیت کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرتے ہیں یا اس سے کماحقہ واقف ہیں، ان تمام نوجوان طلباء میں سے جو یونیورسٹیوں میں اشتراکیت پر بحث کرتے ہیں، ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے مارکس کی ڈاس کیپیٹل (Das Kapital) پڑھی ہو یا دیگر اہم ماٰخذ کا مطالعہ کیا ہو۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مادیت کے بارے میں منطقی مناظرے (Dialectic Materialism) کے چیلنج کا جو جواب علماء کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اس کا زیادہ حصہ عقلی علوم کے بجائے مذہبی علوم سے لیا گیا ہے۔ جبکہ عقلی علوم کی ایک شاندار روایت اسلام میں موجود ہے۔ مذہبی دلائل تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے چاہئیں جن کا ایمان صحیح سلامت ہو۔ جو قرآن پاک پر ایمان نہیں رکھتے ان کو قرآنِ پاک کے حوالے دینے سے کیا فائدہ؟ اس سلسلے میں علماء نے جو کام کئے ہیں ان پر بھی تنقید کی ضرورت ہے کیونکہ اپنے جواب دیتے وقت وہ بہروں سے خطاب کرتے ہیں اور جو دلائل وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کا کوئی اثر مخالفین پر نہیں ہوگا۔ موجودہ دور میں چند اسلامی ممالک اور خصوصاً عرب میں اشتراکیت اسلام کیلئے ایک سنگین صورتِ حال اختیار کرگئی ہے، جس پر اسلامی تہذیب کا ظاہری رنگ چڑھا ہوا ہے اور جو سادہ لوحوں کیلئے ایک خوشنما جال ثابت ہو رہا ہے، مذہب کا یہ استحصال جس کی پشت پر سیاسی اغراض کارفرما ہیں۔ مخالفِ اسلام یا ایک ایماندار مارکسی کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہیں۔

نظریہ ارتقاء ایک خطرناک نظریہ

اب اشتراکیت سے زیادہ اسلامی دنیا کو دوسرا بڑا خطرہ ڈارون کا نظریۂ ارتقاء ہے، جس کا اثر برصغیر ہند کے مسلمانوں میں خاصا نمایاں ہے جو برطانوی حکومت کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ہمارا مطلب قرآن کی ان تفسیروں سے نہیں جو صدی کے اختتام پر لکھی ہیں بلکہ ہمارے ذہن میں اقبال جیسے مفکر کی عظیم شخصیت ہے، جس نے ارتقاء کے بارے میں وکٹورین تصور کے فوق البشر کا تصور قبول کیا ہے۔

اقبال اسلام کی ہمعصر اثر انگیز شخصیت ہے اگر اس کے خیالات کا ہم بغور تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ بہت جگہوں میں اس کا رجحان متضاد ہے جیسے کہ تصوف میں محبت اور نفرت کا۔ اقبال رومی کا عاشق ہے جبکہ حافظ کو ناپسند کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ انسان کامل سے بے حد متأثر ہے اور دوسری طرف نطشے کے فوق البشر کا تصور قبول کرتا ہے جبکہ یہ دونوں نظریات ایک راوی کی ضد ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے دونوں نظریوں سے اتفاق کر کے زبردست غلطی کا ثبوت دیا ہے۔ اس جیسی غلطی ہی کا اظہار ہمیں جدید مصنفین کی تخلیقات میں ملتا ہے۔

نظریۂ ارتقاء سے متأثر ہوکر مسلمانوں میں یہ رجحان بڑھا ہے کہ زمانے کے ارتقاء میں اسلامی تعلیم کو ذہن سے بالکل نکال دیا ہے۔ نظریۂ ارتقاء کو باطل قرار دینے کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک حدیث کافی ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بہترین امت صحابۂ کرامؓ ہیں، ان کے بعد تابعین، پھر تبع تابعین۔ اسی طرح اب تک یہ سلسلہ چلا جائیگا۔ وہ حضرات جو ارتقاء کے نظریات اسلامی فکر میں ضم کر کے اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ درحقیقت ایک زبردست اور خطرناک لغزش کررہے ہیں، وہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو جدید انسان کے پُر فریب خود ساختہ عقیدے کے تابع کردیا ہے۔ جس نے اٹھارویں اور انیسویں صدی میں انسان کو خدا فراموشی کا درس دیا، اس نظریۂ ارتقاء کے چیلنج کا جواب اسلام کی طرف سے بالکل اسی طرح دیا گیا ہے، جیسے اشتراکیت کا۔ قرآن مجید کی بنیاد پر چند مذہبی جوابات دیئے گئے ہیں مگر یہ جوابات عقلی رو سے ویسے نہیں ہیں جو ایسے مسلم نوجوانوں کو قائل کرسکیں، جن کا ایمان نظریۂ ارتقاء کے دلائل کی وجہ سے قرآن مجید سے اٹھ گیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ایسے مسلم دانشور نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جنہوں نے اسلامی بنیادوں پر ایسے سائنسی اصول بنانے کی کوشش کی ہو جو انسان اور کائنات سے اس کے رشتے کی وضاحت کرسکیں۔

اسلامی دنیا کا المیہ

آج اسلامی دنیا کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ایسے لوگ منظر عام پر آرہے ہیں، جو شعوری طور پر مغرب کے مسلط کردہ ظاہری امراض میں مبتلا ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ مایوسی اور افسردگی کا قطعی شکار نہیں مگر جدید بننے کے شوق میں وہ مایوسی اور افسردگی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں، وہ اس قسم کی شاعری کرتے ہیں جو ستم رسیدہ اور مظلوم طبقے کی ترجمانی کرسکے۔ جبکہ ان شعراء کا اس کیفیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا خراب بات ہوسکتی ہے کہ مغربی ادب کی تقلید میں تشکیک اور

انکار مذہب کی فضا پیدا کی جائے اورایسا ادب تحقیق کیا جائے جس میں تشکیک کی بھرمار ہو،اس دور میں مسلمانوں کوغور وفکر کے بعد یہ طے کرنا ہے کہ وہ کہاں سے اورکس سمت میں اپنا سفر شروع کریں، ایک چینی مثل مشہور ہے کہ (ہزاروں میل کا سفر کرنے کیلئے سب سے اہم پہلا قدم ہوتا ہے) یہی پہلا قدم مسلمانوں کواس طرح اٹھانا ہے،جوتہذیبی ،روحانی اورجسمانی سفر میں ان کا معاون و مددگار ہو۔عالمِ اسلام کوجس سمت میں یہ سفر کرنا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کا آغاز اسلامی روایت اوراسکی اصل روح کی واقفیت کے ساتھ ہونہ کہ خیال آرائی پر۔بہت سے مغرب زدہ نام نہادمسلم دانشور یہ شکایت کرتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ میں نہ انکے خیالات ونظریات کوسمجھا جاتا ہے اورنہ ہی ان کوسراہا جاتا ہے۔وہ حضرات شکوہ کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ دراصل وہ خودنہ تو اپنی تہذیب وثقافت اورمعاشرہ کوسراہتے ہیں اورنہ اس کے بارے میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی وجہ سے ان ہی کے معاشرے اورطبقے کے لوگ ان کے نظریات کومسترد کردیتے ہیں۔یہی ردعمل دراصل اس کی نشاندھی کرتاہے کہ اسلامی تہذیب وثقافت ایک زندہ وپائندہ حقیقت ہے۔

پس چہ بائدکرد

مسلمانوں کواسلام اوراسلامی تہذیب وثقافت کے تحفظ کیلئے ایک بارپھر کمربستہ ہو جانا چاہئے اوراب اسلامی روایت کاتحفظ شعوری اورعالمانہ سطح پرکرنا چاہئے۔اسکے علاوہ عصرِ جدید اور اس کی خامیوں پربھر پورعالمانہ اوردانشورانہ تنقیدکی ضرورت ہے۔مسلمانوں کومغرب کے راستے پر نہیں چلنا چاہئے۔مسلم دانشوروں کو پورے اعتماد کے ساتھ مذکورہ بالاتمام چیلنجز کامقابلہ کرناہے،وہ نفسیاتی اورتہذیبی سطح پراحساسِ کمتری میں مبتلا ہونا چھوڑدیں۔وہ ایک دوسرے کے قریب آئیں اور دین اسلام کی عظیم روایات سے رابطہ قائم کریں۔نہ صرف اسلئے کہ اسلامی ورثہ کی حفاظت کرسکیں بلکہ خداوندکریم کے عطاءکردہ علم وحکمت کےخزانوں کی مدد سےعصرِ جدیداوراسکے خطرناک امراض کے علاج کیلئے ایک ایسا نسخہ تجویز کریں جواسے موجودہ دردناک کیفیت سے بچالے اورمریض بھی علاج کیلئے رضامند ہوجائے۔مسلم دانشوروں کوچاہئے کہ صداقت کااظہار پورے اعتماداوروثوق سے کریں اور ہراس محاذ پرجس پرمغرب نے اسلام کوچیلنج دیئے ہیں اس کا تحفظ علمی اورعقلی سطح پرکریں۔باقی نتیجہ خداکے حوالے کردیں،وہ جوکریگا بہتر ہوگا۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۲۰ اپریل : شیخ الحدیث حضرت مہتمم مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے پشاور کے مشہور سماجی شخصیت حاجی بشیر صاحب کے فرزندوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کی ۔

۲۴۔اپریل : مولانا حسان الحق کے جامعہ دارالمحصنات اورنگ آباد پبی کے ختم بخاری کی تقریب میں شرکت اور مفصل خطاب بھی فرمایا۔

۲۵۔اپریل: حضرت مہتمم صاحب کی آنکھ کا کامیاب آپریشن ہوا۔

۳۰/اپریل: وفاق المدارس کے مرکزی عہدیداروں کی ہنگامی میٹنگ بمقام دارالعلوم کراچی میں شرکت فرمائی۔

۴/مئی: حضرت مہتمم صاحب نے مولانا انعام الحق حقانی ناظم دفتر تعلیمات کے مدرسہ العربیہ تفہیم دین ٹیطارہ میں سالانہ تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور بعد میں مفصل بیان فرمایا۔

رمضان المبارک میں مولانا بلال الحق کئی اپنی آبائی مسجد میں قرآن مجید کا ختم جبکہ حافظ احسان الحق گھر میں قرآن سنا رہے ہیں، حضرت مولانا انوارالحق صاحب خود سامع ہیں۔

نائب مہتمم جامعہ حقانیہ حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی مصروفیات

۲۷۔اپریل: اکوڑہ خٹک کے مدرسہ فیض القرآن میں شہید ناموس رسالت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔کانفرنس سے جامعہ کے اساتذہ مولانا حافظ شوکت علی صاحب، مولانا سلمان الحق صاحب اور مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے بھی خطاب کیا۔

۲۸۔اپریل: والدمحترم مولانا حامد الحق حقانی صاحب نے اپنے ایک روزہ دورہ چارسدہ میں جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں ،اس کے علاوہ جمعیت کے صوبائی رہنما جناب عابد شاہ صاحب کے دفتر میں پریس کانفرنس کی۔ مولانا سید یوسف شاہ بھی ہمراہ تھے۔اسی طرح اسی روز جامعہ فیض القرآن

اخون ظفر شبقدر بالا چارسدہ جلسے میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔
یکم مئی: مدرسہ حفظ القرآن والتجوید ڈاگئی صوابی میں منعقدہ سالانہ جلسہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت اور خطاب فرمایا۔

رابطہ عالم اسلامی پاکستان کے وفد کی دارالعلوم آمد

۱۵ مئی: رابطہ عالمی اسلامی پاکستان کے مدیر جناب سعد مسعود الحارثی صاحب نے اپنے وفد کے ہمراہ جن میں جناب طارق خٹک، جناب شکیل کیانی اور قاری یوسف صاحبان شامل تھے، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا وزٹ کیا۔عم محترم مولانا راشد الحق صاحب کی رہائش گاہ میں والد محترم جامعہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور مولانا راشد الحق صاحب سے ملاقات کی۔

جامعہ کے اساتذہ کا سفر حرمین شریفین

مہتمم جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، نائب مہتمم مولانا حامد الحق صاحب، مولانا سلمان الحق حقانی عمرہ کی ادائیگی کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ اسی طرح جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیر بابا جی، مولانا سعید الرحمٰن صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا مفتی شیر عالم، مولانا عرفان الحق حقانی اور مولانا اسامہ سمیع نے بھی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

جامعہ کے محبّ ومخلص جناب حاجی جاوید زرگر کو صدمہ

۲۳ مئی: جامعہ کے محبّ ومخلص جناب حاجی جاوید زرگر صاحب کی اہلیہ طویل علالت کے بعد رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں انتقال فرماگئیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

جامعہ میں صلاۃ التراویح میں متعدد ختمات قرآن

امسال بھی رمضان المبارک میں جامعہ کے شعبہ دارالحفظ والتجوید میں صلاۃ التراویح میں حفاظ کرام نے متعدد ختمات قرآن کئے اور جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں برادرم حافظ محمد احمد بن مولانا راشد الحق سمیع نے صلاۃ التراویح میں اپنے پہلے ختم القرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰۔۱۴۳۹ھ بمطابق ۱۹۔۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	جمعرات	۹،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۳، جون ۲۰۱۹ء
جدید دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۱،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۵، جون ۲۰۱۹ء
جدید دورہ حدیث شریف	اتوار	۱۲،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۶، جون ۲۰۱۹ء
جدید دورہ حدیث شریف	پیر	۱۳،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۷، جون ۲۰۱۹ء
اعدادیہ،متوسطہ،اولیٰ	منگل	۱۴،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۸، جون ۲۰۱۹
ثانیہ،ثالثہ	بدھ	۱۵،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۱۹، جون ۲۰۱۸ء
رابعہ، خامسہ	جمعرات	۱۶،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰، جون ۲۰۱۸ء
تکمیل ،سادسہ	ہفتہ	۱۸،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۲ جون ۲۰۱۸ء
موقوف علیہ	اتوار	۱۹،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۳ جون ۲۰۱۸ء
افتتاح	پیر	۲۰،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴ جون ۲۰۱۸ء

شعبہ حفظ : درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان ۱۴ رشوال بمطابق ۲۱ مئی تا ۱۹ جون تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۶، ۱۷ اشوال ۳۰ جون، یکم جولائی بروز ہفتہ، اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۶ شوال بمطابق ۲۰، جون بروز ہفتہ تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۸۔ شوال بمطابق ۲۲ جون بروز ہفتہ صبح 9:00 بجے ہوگا۔ نوٹ: تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ دو سال ہوگا۔

نوٹ (۱) امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔ لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو **نوٹ (۲)** داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں **نوٹ (۳)** امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جسمیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا **نوٹ (۴)** ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے **نوٹ: (۵)** تمام قدیم طباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں **نوٹ (۶)** جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں **نوٹ (۷)** قدیم طلباء کیلئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے، مقررہ تاریخ کے بعد کسی بھی طالبعلم کو داخلہ نہیں ملے گا۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاءاللہ ۲۰ ،شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۴ جون ۲۰۱۹ء بروز پیر ہوگا۔

ہدایات برائے داخلہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سال ۴۱-۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰۲۰-۲۰۱۹

(۱) جامعہ کا داخلہ میرٹ کی بنیاد پر ہوگا اور تمام قدیم وجدید طلباء کیلئے سابقہ درجہ میں جید جداً تقدیر کے ساتھ پاس ہونا ضروری ہوگا۔

(۲) دورہ حدیث کیلئے کم از کم درجہ سادسہ اور باقی درجات کیلئے سابقہ درجہ کی وفاق سند پیش کرنا ضروری ہوگا۔

(۳) نئے داخلہ کیلئے تحریری امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد میں تقریری امتحان بھی لیا جائیگا۔تقریری امتحان میں ناکام ہونے والے طلباء داخلہ سے محروم ہونگے۔تقریری امتحان میں طلباء کی ظاہری شکل وصورت کا جائزہ لیا جائیگا اوراس موقع پر وفاق کی اصل اسناد بھی پیش کرنا لازم ہوگا۔

(۴) داخلہ فارم کے ساتھ اپنی قومی شناختی کارڈ کا پی اور دو عدد تازہ تصاویر لگانا ضروری ہوگا۔

(۵) داخلہ کیلئے جو شرائط وضوابط جامعہ کی طرف سے پہلے سے مقرر ہیں یا ارباب اہتمام وتعلیمی کمیٹی کی جانب سے نئے شرائط وضوابط کے احکامات جاری ہوں تو اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی قابل قبول نہیں ہوگی۔

(۶) جامعہ میں طلباء کیلئے ٹچ موبائل پر مکمل پابندی ہوگی اگر کسی طالب علم کے ساتھ کسی بھی وقت اور کہیں بھی ٹچ موبائل جامعہ کے اندر پایا گیا تو وہ موبائل کو ضبط اور اس طالب علم کا داخلہ کالعدم قرار دیا جائے گا۔

(۷) جامعہ میں غیر تعلیمی سرگرمیوں پر مکمل پابندی ہے، اسلئے جامعہ کی اجازت کے بغیر جامعہ کے تمام طلباء کسی سیاسی وغیر سیاسی جلسے جلوس میں شریک نہیں ہونگے۔

(۸) طلباء کے اسباق ،تکرار اور مطالعہ میں حاضری از حد ضروری ہے۔کوتاہی کسی بھی صورت میں قابل قبول نہ ہوگی۔

(۹) امسال طلباء کیلئے جامعہ میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہوگا۔کسی بھی نہاری طالبعلم کو جامعہ میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

تعارف وتبصرہ کتب

- **قصص من التاریخ الاسلامی (للاطفال)** تصنیف: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ضخامت: ۹۶ صفحات ناشر: مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی

عالم اسلام میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں، حضرت مرحوم کی علمی، تصنیفی، ادبی اور معاشرتی خدمات سے چاردانگ عالم کے انسان مستفید ہورہے ہیں۔

اردو زبان کے علاوہ عربی زبان وادب پر ان کو مہارت تامہ اور عبور حاصل تھا اور عربی کے تکلم کے ساتھ وہ اس کے لکھنے پر بھی دسترس رکھتے تھے، ان کی عربی تصنیفات عالم عرب کے جامعات میں شامل نصاب ہیں، ہمارے برصغیر کے اکثر مدارس میں بھی ان کی کتاب مختارات درجہ خامسہ میں پڑھائی جاتی ہیں، اس طرح قصص النبیین، القرأۃ الراشدہ ابتدائی درجات میں طلباء کو ازبر کرائی جاتی ہے تاکہ عربی زبان پر ابتدا ہی سے عبور حاصل ہو۔

زیر تبصرہ کتاب قصص من التاریخ الاسلامی بھی مدارس میں زیر درس ہیں۔ یہ کتاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایک بہترین کتاب عام فہم زبان اور بچوں کے ذہنی سطح کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا ہے، ابتدائی درجات کے طلبہ کیلئے ایک بہترین اور انمول تحفہ ہے۔

- **ماہنامہ دارالقرآن گلگت** مدیر اعلیٰ: مفتی رستم خان جلی پوری مدیر: تنویر احمد حنفی

ضخامت: ۶۴ صفحات ناشر: ماہنامہ دارالقرآن ایف سی روڈ نور کالونی جوٹیال گلگت

رسائل وجرائد کی اس بہتات میں زیر تبصرہ مجلّہ ''دارالقرآن'' ایک نیا اضافہ ہے، امید ہے کہ گلگت کے افق سے طلوع ہونے والا یہ مجلّہ صرف فضائل تک محدود نہیں رہے گا بلکہ ان شاء اللہ یہ امت مسلمہ کے زندہ مسائل کو بھی زیر بحث لائے گا اور اپنے اہداف متعین کرکے انہیں اہداف کو مدنظر رکھ کر رسالہ کو دوام بخشیں گے اور امت کی رہنمائی کا فریضہ باحسن طریقہ سے سرانجام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مفتی رستم خان اور مولانا تنویر احمد حنفی صاحبان کو مزید علمی ترقیات سے نوازے اور یہ رسالہ روبہ ترقی ہو۔ آمین